

## میرا ہاتھ تھا تیرے ہاتھ میں

بیاحمد از قلم

-- وہ اُس کے سامنے آتی بولی۔ اُس نے سر سے پیر تک اُس کا جائزہ "میں کیسی لگ رہی ہوں حمزہ۔؟؟" لیا تھا۔ سچی سنوری ماتھے پر ٹیکا سجائے حقیقتاً لہن بنی عشاء و سیم حمزہ امین کو عجیب سے تاثرات سے دوچار کر گئی تھی۔ بچپن کا ساتھ تھا۔ ساری زندگی ہنستے کھیلتے، لڑتے جھگڑتے آج وہ اتنی بڑی ہو گئی تھی کہ کسی کے نام اپنی پوری زندگی کرنے جا رہی تھی۔

وہ اُس کے لیے بہت خوش تھا۔ ساری زندگی عشاء سے لڑنے جھگڑنے کے باوجود سب ہی جانتے تھے عشاء اُسے بہت عزیز تھی۔ ہر وقت اُس کی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا خیال رکھنے والے حمزہ کا دل آج عجیب سے ڈر میں گرفتار ہوا تھا۔ حالانکہ یہ نکاح عشاء کی مرضی سے ہو رہا تھا۔ اور جس سے ہو رہا تھا وہ کوئی غیر نہیں اُن دونوں کا خالہ زاد تھا۔ وہ ساری فکر جھٹکتا اپنے موڈ میں آیا تھا۔

-- اُس کی بات پر آج وہ چیخنے کے بجائے خفگی سے رُخ موڑ گئی تھی۔ مومنہ نے اُسے "بلکل گلابی مینڈ کی" گھورا تھا۔ وہ یک دم اُس کے سامنے آیا تھا۔ اُس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر وہ سنجیدہ ہوا تھا۔ پھر اس کا رُخ موڑتا سامنے شیشے کی طرف اشارہ کر گیا تھا

-- عشاء نے نگاہ اٹھائی تھی۔ اُس کی نظر اپنے جھلملاتے "سامنے دیکھو کچھ کہنے کی ضرورت ہے مجھے" عکس سے ہوتی حمزہ پر آٹھری تھی۔ سفید شلوار قمیض میں وہ مسکراتے ہوئے اُسی کو دیکھ رہا تھا۔

-- وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھ رہا تھا جہاں صاف لکھا تھا وہ اچھا "کیا ہوا۔۔؟؟" اچھا لگ رہا ہوں ناں " لگ رہا ہے۔۔ عشاء نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

-- وہ اُس کا اکثر کہا گیا جملہ دُہراتا ہوا بولا۔۔ وہ کھلکھلا کر "میں تو اچھا لگ رہا ہوں ناں، جبکہ تم تو اچھی ہو" ہنسی تھی۔۔ اُس کے ہنستے ہوئے چہرے کو دیکھ کر حمزہ نے اُس کی دائمی خوشیوں کی لاتعداد دعائیں مانگی تھیں۔۔

.....

گلابی رنگ میں ملبوس سچی سنوری دُہن بنی عشاء و سیم کی آنکھوں میں اس وقت ستارے چمک رہے تھے۔۔ بلیک ٹوپس میں اُس کے ساتھ بیٹھے دانیال کی آنکھوں میں دنیا فتح کر لینے والی چمک تھی۔۔

یاسمین نے دور سے کھڑے ہو کر نرم آنکھوں سے بیٹی کی بلائیں لے ڈالی تھیں۔۔ اُن دونوں کے بیچ پیچھے کھڑے حمزہ نے جھک کر کوئی بات کہی تھی دانیال اور حمزہ کا قہقہہ جاندار تھا جبکہ عشاء نے حسبِ عادت حمزہ کو گھورا تھا۔۔

حمزہ کو دیکھ کر یاسمین کے دل میں ہوک سی اُٹھی تھی پر دانیال کو دیکھ کر اُنہوں نے اپنے دل کو سنبھالا تھا۔۔ اُن کی بیٹی خوش تھی۔۔ اُن کے لیے یہی کافی تھا۔۔ آج عشاء کا نکاح تھا دانیال کے ساتھ۔۔

.....

-- فنکشن ختم ہونے کے بعد دانیال کب سے اُس کی منتیں کر رہا تھا۔۔ "ٹیکس لگے گا بیٹا ٹیکس"

--دانیال کی "بد تمیز انسان لہجہ کروادوں گا کل بس، ابھی لے آناں اُسے چھت پر، صرف پانچ منٹ بس" حالت پر حمزہ نے قہقہہ لگایا تھا۔

--دانیال اُس کے گلے لگتا چھت کی طرف بڑھا تھا۔ سارے "چل تو جا چھت پر۔۔ لے آ رہا ہوں اُسے" بڑے اس وقت باہر لان میں ٹھنڈی ہوا سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ وہ کمرے میں اکیلی تھی۔ حمزہ نے ہاتھ پکڑ کر اُسے اٹھایا تھا۔

--وہ بوکھلائی تھی۔ "کیا ہے حمزہ۔۔؟؟" کیا کر رہے ہو۔۔؟؟

--اُس نے دانت پر دانت رکھ کر اُسے آواز کم کرنے کو کہا تھا۔ "شش چپ لڑکی پٹواؤ گی کیا"

--مومنہ نے اُسے دروازے پر جالیاتھا۔ "کہاں لے جا رہے ہیں اسے بھائی۔۔؟"

--حمزہ کا جی چاہا اپنا سر پیٹ لے۔۔ وہ احتیاط سے اُسے لیے چھت پر آیا تھا۔ "اُف یہ دوسری آئی اب"

--وہ حیران پریشان ادھر ادھر دیکھ کر بولی۔ "ہم یہاں کیوں آئے ہیں حمزہ"

--اُسے اپنے قریب سے آواز آئی تھی وہ اچھلی تھی۔ سامنے دانیال سینے پر بازو باندھے "میرے لیے"

کھڑا تھا۔ اُس نے سٹپا کر پیچھے دیکھنا چاہا تھا وہ غائب تھا۔

--وہ اُس کا ہاتھ تھامتا بولا تھا۔ عشاء کی "یار یہ تو چیٹنگ ہوتی ناں۔۔ میری ہی دُہن میں ہی نہ دیکھتا"

گردن جھکی تھی۔ دانیال مسکرایا تھا۔

--اُس "یقین کرو عشاء بہت مشکل کام ہے اکیلے واپس جانا۔۔ میری تورات ہی نہیں کٹے گی تمہارے بغیر"

کی بے باک بات پر عشاء کا ہاتھ کانپا تھا۔

-- وہ اُسے بانہوں میں بھرتا "یار عشاء، مجھے تھوڑا بہت یقین تو کرنے دو کہ آج میری گولڈن نائیٹ ہے"  
بولا ہی تھا کہ عشاء کرنٹ کھاتی اُس کا حصار توڑتی اُس سے دور ہوئی تھی۔

-- وہ رو دینے کو ہوئی تھی۔ "پلیز۔۔ ایسا نہیں کریں"

-- وہ پھر سے پاس ہوا تھا جب وہ بنا سوچے سمجھے حمزہ کو پکار بیٹھی تھی۔ "یار تھوڑا سا تو۔۔"

-- وہ بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوا تھا۔ وہ بے اختیار اُس کی طرف بڑھی تھی۔ "حمزہ"

-- دانیال تپا تھا۔ حمزہ نے قہقہہ لگایا تھا۔ "یار بڑی ہی ڈفرلڑکی ہے"

-- وہ کہہ کر عشاء کا ہاتھ تھامے نیچے اترنے لگا تھا وہ بُری طرح کانپ رہی تھی۔ "کل لنچ یاد رکھنا"

-- اُس کے ہاتھ کی کپکپاہٹ محسوس کر کے حمزہ نے سرگوشی میں پوچھا تھا۔ "عشاء تم ٹھیک ہو۔۔؟؟"

-- نم لہجہ وہ چونکا تھا۔ پتا نہیں کیوں عشاء دانیال کی بے تابی پر شرمانے سے "بات مت کرنا مجھ سے اب"  
زیادہ خوفزدہ ہوئی تھی۔

-- عشاء نے آنسو بھری آنکھیں "آئی ایم ریلی ویری سوری عشو۔۔ آئیندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا پراس"

اٹھا کر اُسے دیکھا تھا۔ سُرخ تپا تپا چہرہ خوف سے زرد ہو رہا تھا۔ حمزہ کو شرمندگی ہوئی تھی۔ وہ اُس سے  
دوبارہ سوری کرتا اُسے اُس کے کمرے میں چھوڑ گیا تھا۔

-- مومنہ اُسے دیکھ کر گنگنائی تھی۔ ابھی کے لمحے یاد "پیاسے مل کے آئے نین۔۔ ہائے میں کیا کروں"  
کر کے اُس کا دل دھڑکا تھا۔

-- وہ تپ کر کہتی واش روم میں گم ہوئی تھی۔ "چُپ ہو جاؤ تم۔۔ حمزہ کے بچے کو چھوڑوں گی نہیں میں"

-- مومنہ دروازے کے باہر سے چلائی "دل میں لڈو پھوٹ رہے ہیں میرے بھائی کو الزام مت دواچھا"  
تھی۔۔ اُس کے ہونٹوں پر شرمیلی مسکان رچی تھی۔۔ ہر لڑکی کی طرح اُس کے دل نے بھی اس رشتے کے  
جڑتے ہی ہزار سپنے بُنے تھے۔۔

.....

عشاء تمہیں فاروق بھائی اور ردآپی کا ٹائم یاد ہے نا، جب اُن کا نکاح ہوا تھا فاروق بھائی کیسے چوری چوری "  
-- مومنہ کی بات پر اُس کے دل میں دانیال کے لیے ہزاروں خواہشیں جاگی تھیں۔۔ "آپی کو دیکھتے تھے  
اب دیکھنا دانیال بھائی بھی ایسے بہانے بہانے سے تمہیں دیکھنے کی کوشش کریں گے۔۔ تمہیں یاد ہے "  
-- "بے چارے فاروق بھائی آپی کے شرمانے کی وجہ سے اُن کے احترام میں کچھ کہہ ہی نہیں پاتے تھے  
مومنہ کی باتوں پر اُسے اپنے ماموں کے بیٹے ڈی سینٹ سے فاروق بھائی یاد آئے تھے۔۔ جن کا نکاح چھ سال  
پہلے اُن کے دوسرے ماموں کی بیٹی رداسے ہوا تھا۔۔ یہ دونوں اُس وقت سترہ سال کی تھیں۔۔  
سو برسا فاروق نکاح کے بعد بھی رداس کی بے تحاشہ جھجک کے باعث اُسے چوری چوری دیکھنے کے علاوہ کبھی  
کوئی جسارت نہ کر پایا تھا۔۔ اس کی گواہ تو خاندان بھر کی لڑکیاں تھیں، جو رداس کو چھیڑتی تھیں۔۔ اور انجانے  
میں ہی عشاء و سیم فاروق کی ساری خصوصیات دانیال میں سوچے بیٹھی تھی۔۔

.....

امین احمد اور سیم احمد دونوں بھائیوں کی شادی دو بہنوں رقیہ اور یاسمین سے ہوئی تھی۔۔ امین احمد اور رقیہ  
کے تین بچے تھے فہد، حمزہ اور اُس سے چار سال چھوٹی مومنہ۔۔ رقیہ بیگم ان لوگوں کی کم عمری میں ہی چھوڑ  
کر خالق حقیقی سے جا ملی تھیں۔۔



وسیم اور یاسمین کی ایک ہی بیٹی تھی عشاء ووسیم۔۔

وسیم احمد اور یاسمین جو کہ الگ گھر میں رہتے تھے، یاسمین کے زور دینے پر وسیم صاحب نے اپنا گھر بیچ کر بھائی کے ساتھ مشترکہ ایک ہی گھر خریدا تھا۔ تاکہ بچوں کو خالہ کی صورت ماں کا پیار مل سکے۔ اُس وقت فہد دس سال کا، حمزہ آٹھ جبکہ مومنہ عشاء کی ہی ہم عمر چار سال کی تھی۔ یاسمین نے عشاء کے ساتھ اُن تینوں کو بھی اپنے کلبے سے لگایا تھا۔ اُن تینوں نے بھی خالہ کو ماں کا ہی درجہ دیا تھا۔۔

اُن کا یہ فیصلہ تب صحیح ثابت ہوا جب پانچ سال بعد وسیم صاحب اچانک ہارٹ اٹیک کے باعث داغِ مفات دے گئے۔ تب امین صاحب نے اُنہیں حوصلہ دیا تھا اور جیسے یاسمین اُن کے بچوں کی ماں بن گئی تھیں ویسے ہی اُنہوں نے عشاء کو اپنے تینوں بچوں سے اولیت دی تھی ہمیشہ۔۔

کے بعد ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب کرتا تھا اُس کی شادی دو سال پہلے ہی ہوئی تھی اور MBA فہد امین اب وہ اپنی بیوی اور ایک سال کے بیٹے کے ساتھ کمپنی کے ایک سال کے کانٹریکٹ پر فرانس گیا ہوا تھا۔۔

کر کے ایک کمپنی میں اہم عہدے پر فائز تھا۔۔ ca حمزہ امین

کے فائنل ایئر میں تھیں۔۔ msc جبکہ عشاء اور مومنہ دونوں ہی

مومنہ اور وہ دونوں تو تھیں ہی یک جان، ہمزاز سہیلیاں، پر حمزہ جو بظاہر اُس سے لڑتا تھا وہ اُس کو بھی اپنی کزن ہونے کے ناطے عزیز تھی۔۔ کچھ بچپن کا ساتھ تھا۔۔

یاسمین اور رقیہ کی تیسری بہن زرینہ نے اپنے بیٹے دانیال کے لیے اُسے مانگ لیا تھا۔ امین صاحب منگنی کے حق میں نہیں تھے اُنہوں نے عشاء کی رضامندی لیتے دونوں کا نکاح کروایا تھا۔۔

رخصتی کے لیے دانیال نے ٹائم مانگا تھا۔

.....

۔۔ فائزہ نے چپس کھاتے اُسے پوچھا تھا۔ "سُنو عشو تم دانیال بھائی سے فون پر تو بات کرتی ہو گی ناں"  
کلاس نہ ہونے کے باعث وہ لوگ کمپاؤنڈ میں بیٹھے تھے۔

۔۔ وہ اُس کے ہاتھ سے چپس لیتی بولی تھی۔ "ہاں کبھی کبھی۔۔ وہ خود فون کرتے ہیں"

۔۔ فاطمہ نے معنی خیزی سے پوچھا تھا۔ مومنہ ہنسی تھی۔ "ملتی بھی ہو تم اُن سے۔۔؟؟"

۔۔ مومنہ کے کہنے پر باقی سب ہنسی تھیں "نہیں بھئی۔۔ وہ کبھی گھر آ بھی جائیں تو محترمہ چھپنے لگتی ہیں"  
جبکہ اُس نے مومنہ کو گھوری سے نوازا تھا۔

۔۔ عینی جوا بھی ابھی آئی "بڑی ہی بور ہو تم۔۔ میں تو ملتی بھی ہوں اور اُس سے پیار بھی لیتی ہوں حق سے"  
تھی مومنہ کی بات سُن کر دھپ سے بیٹھی تھی۔ اُس کا بھی ابھی تین مہینے پہلے نکاح ہوا تھا۔ اُس کی بات پر  
سب نے ہی اوووو بولا تھا۔ عشاء نے پہلو بدلہ تھا۔

اللہ نے اجازت دی ہے۔۔ میں تو کبھی اُنہیں مایوس نہیں لوٹاتی، رخصتی ایک سال بعد ہے، جب تک اُنہیں  
۔۔ وہ اُسے آنکھ مارتی بولی "ترساتی رہوں، نہ بابانہ۔۔ قسم سے عشو۔۔ تم بھی فلی انجوائے کرو یہ پیریڈ  
تھی۔۔

بے شک میرا اُن سے نکاح ہوا ہے پر ابھی رخصتی نہیں ہوئی ہے۔۔ اللہ نے اجازت دی ہے پر میں ابھی اپنے باپ کے گھر پر ہوں۔۔ اور میرے لیے جتنی میرے شوہر کی عزت معنی رکھتی ہے اتنی ہی اپنے باپ کی۔۔ وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی۔۔ مومنہ نے اُس کا ہاتھ دبایا تھا۔۔ "عزت بھی اہم ہے

ارے یار کس دنیا میں رہتی ہو۔۔ آج کل کے ہسپینڈ زڈیمانڈ کرتے ہیں، پھر کیا منع کر دو گی۔۔ عینی کی آنکھوں میں اُسے اپنے لیے واضح تمسخر دکھاتا تھا۔۔ "اُسے۔۔؟؟"

ہاں منع کر دوں گی، بولوں گی آکر مجھے رخصت کروا کر لے جائیں، میں اُن کی بیوی ہوں گرل فرینڈ نہیں،"۔۔ وہ "جو وہ وقت بے وقت مجھ سے اپنی ڈیمانڈز پوری کر کے مجھے میرے باپ کے گھر پر چھوڑ جائیں جذباتی لہجے میں کہتی ایک دم اُٹھی تھی۔۔ سب ہی خاموش ہوئی تھیں۔۔ عینی طنزیہ ہنسی تھی۔۔ وہ آگے بڑھی تو مومنہ جلدی سے اُٹھ کر اُس کے پیچھے گئی تھی۔۔ "چلو مومی گاڑی آگئی ہو گی"

ہو نہہ شوہر شرعی حق رکھتا ہے، اور جب وہ حق مانگتا ہے ناں تو اپنا دل بھی بے ایمان ہوتا ہے۔۔ پھر اس۔۔ وہ اُس کی پشت کو گھورتی زہر خند لہجے میں بولی "کے سارے ڈائلا گز دھرے کے دھرے رہ جائیں گے تھی۔۔

۔۔ عشاء کی اچھی خاصی شکل کو حمزہ نے مینڈ کی سے تشبیہ دے کر "شکل دیکھی ہے تم نے اپنی مینڈ کی" اُس کے عَصے کے گراف کو بڑھایا تھا۔۔

۔۔ وہ کیوں پیچھے رہتی، خود سے چار سال بڑے حمزہ کی طرف اُس نے "اور تم۔۔ تم!!۔۔ تم کیا ہو بندر۔۔ ہمیشہ کی طرح جوابی کاروائی کی تھی۔۔



عشاء۔۔! تمیز، لحاظ سب بھول گئی ہو تم، کتنی بار سمجھایا ہے بڑا ہے تم سے، تمیز سے بات کیا کرو، پر نہیں۔۔  
یا سمین نے حسبِ "تم نے تو جیسے ماں کی تربیت کو بے عزت کروانے کی قسم کھائی ہے خاندان بھر میں  
عادت اُسے لتاڑا تھا۔۔ وہ روہانسی ہوئی تھی۔۔ حمزہ نے اُسے زبان چڑائی تھی۔۔

۔۔ ابھی اُس کی بات منہ میں ہی تھی جب اُنہوں نے ایک زور کا تھپڑ اُس کی پیٹھ "امی ہمیشہ یہ حمزہ کا بچہ۔۔"  
پر رسید کیا تھا۔۔ وہ ایک دم چُپ ہوئی تھی۔۔

۔۔ وہ ایک دم سے شرمندہ ہوا تھا۔۔ "ارے چھوٹی امی یہ تو ہمارا مذاق ہے، آپ نے خواہ مخواہ میں ہی۔۔"  
عشاء نے بھیگی آنکھوں سے اُسے دیکھا تھا۔۔

۔۔ وہ اُس کے پاس جا کر چلا کر بولی تھی۔۔ پھر روتے ہوئے اپنے کمرے "یہ جھوٹی ہمدردی اپنے پاس رکھو"  
کی طرف بھاگی تھی۔۔

بھائی آپ کی وجہ سے اُسے ہمیشہ ڈانٹ پڑتی ہے، اور آج تو حد ہی ہو گئی چھوٹی امی آپ نے اچھا نہیں"  
۔۔ مومنہ نے پہلے حمزہ کو دیکھا تھا، پھر یا سمین سے شکایت کرتی اپنے اور اُس کے مشترکہ کمرے کی "کیا  
طرف بھاگی تھی۔۔

اس کو دیکھو بائیس سال کی ہو گئی ہے پر عقل کہیں پیروں میں ہی رہ گئی ہے اس کی، اب تو ہول ہی اٹھتے ہیں"  
۔۔ وہ سر پر ہاتھ رکھے پریشان "مجھے، زربینہ رخصتی کی تاریخ مانگ رہی ہے، اور یہ ابھی تک بچی بنی ہوئی ہے  
سی ہوئی تھیں جبکہ وہ چونکا تھا۔۔

"کب۔۔؟؟"

کہہ رہی تھی اگلے ماہ کی کوئی تاریخ دے دو، میں بھی سوچ رہی ہوں، نکاح تو ہو ہی گیا ہے اب خیر سے  
۔۔ وہ آبدیدہ ہوئی تھیں۔۔ "اُرخصتی بھی ہو جائے تو میرا بوجھ بھی کم ہو

چھوٹی امی وہ کوئی بوجھ نہیں ہے ہم پر، میں اُس کو چڑھاتا ہوں، اُس کو تنگ کرتا ہوں پر یقین کریں وہ سب کی  
۔۔ وہ اُن کو بازو کے حلقے میں لیے بولا تھا۔۔ "طرح مجھے بھی بہت عزیز ہے

۔۔ وہ اُس کی پیشانی چومتی بولیں۔۔ وہ مسکرا نے کے ساتھ "اللہ کے بعد تم لوگ ہی تو ہو میرے اپنے"  
ساتھ سوچ رہا تھا کہ اُس مینڈ کی کو کیسے منانا ہے۔۔

.....

۔۔ وہ بظاہر مومنہ سے پوچھ رہا تھا پر نظریں عشاء پر تھیں جو کہ مومنہ "مومی آسکریم کھانے چلو گی۔۔؟؟"  
کے ساتھ سر جوڑے فیشن میگزین میں گھسی ہوئی تھی۔۔

۔۔ اُس نے ایک دم میگزین بند کیا تھا۔۔ عشاء جو بڑے غور سے ڈریس کا ڈیزائن نوٹ "نیکی اور پوچھ پوچھ"  
کر رہی تھی ایک دم تپتی تھی۔۔

۔۔ وہ ہنوز اُسی کو دیکھ کر بولا تھا۔۔ جو کہ دوبارہ سے "تم مطلب، صرف میں اور تم چلیں گے کیا۔۔؟؟"  
میگزین کھول چکی تھی۔۔ حمزہ کو خود کو منانا دیکھ کر اُس کا منہ پھول چکا تھا۔۔

۔۔ وہ کہہ کر غائب ہوئی تھی۔۔ اُس کی بات پر جہاں "نہیں میں چھوٹی امی اور بابا سے بھی پوچھ کر آتی ہوں"  
حمزہ کا دل اپنا سر پیٹنے کو چاہا تھا وہیں وہ تلملانی تھی۔۔ حمزہ نے قدم اپنے کمرے کی طرف بڑھائے تھے۔۔

گدھی، اُس کو پتا بھی ہے میں ناراض ہوں، بجائے میری منتیں کرنے کہ چھوٹی امی اور بابا سے بھی پوچھ "۔۔ وہ میگزین زور سے پٹختی اُس کی نقل اُتار گئی تھی۔۔" لیتی ہوں

اُس کے پیچھے کھڑے حمزہ نے بے اختیار قہقہہ لگایا تھا۔۔ عشاء نے اپنی آنکھیں میچی تھیں۔۔

۔۔ وہ اچانک اُس کے سامنے آیا "چلو میں منتیں کر لیتا ہوں، پلیز عشاء چلو ناں تمہارے بغیر کیا مزہ آئے گا" تھا۔۔ ہونٹوں پر شرارتی مسکان لیے وہ سیریس بننے کی کوششوں میں تھا۔۔

۔۔ وہ اُنکی اُٹھا کر بولی تھی۔۔ بمشکل اپنا قہقہہ ضبط "میں صرف مومی کی وجہ سے جارہی ہوں، ورنہ، سمجھے" کر کے اُس نے سر ہلایا تھا۔۔ جاتے جاتے وہ اچانک پلٹی تھی۔۔

۔۔ وہ اُنکی اُٹھا کر دھونس سے بولی تھی۔۔ اس سے وہ حمزہ کو بہت ہی "یہ مت سمجھنا کہ میں مان گئی ہوں"

پیاری لگی تھی۔۔ وہ زور سے ہنسا تھا عشاء اپنی ہنسی ضبط کرتی کمرے میں گھسی تھی پر وہ اُس کی ہنسی دیکھ چکا

تھا۔۔ اُس کی یہی عادت تو حمزہ کو اچھی لگتی تھی وہ جتنی جلدی ناراض ہوتی تھی اُسی طرح آرام سے مان بھی

جاتی تھی۔۔

.....  
<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

۔۔ آواز پر دونوں نے سر اٹھایا تھا۔۔ وہ دونوں کو آنکس کریم پارلر لے آیا "ہائے حمزہ واٹ آپلیز انٹ سرپرائز"

تھا۔۔ سامنے جیتی جاگتی قیامت حمزہ کے سر پر کھڑی تھی۔۔ بلیوٹائیٹ جینز اور یلو کولڈر شولڈر اسٹائلش سا

ٹاپ، کندھے تک آتے براؤن ڈائڈ بال جو کے گھلے ہوئے تھے۔۔

۔۔ وہ ایک دم کھڑا ہوا تھا۔۔ "اوہ ہائے بسمہ"

-- وہ خود ہی پلین بنا کر بولی تھی۔۔ عشاء نے مومنہ "کیا حمزہ تم تو ملتے ہی نہیں ہو، کل کالنج ساتھ کریں گے" کو کسنی ماری تھی جب وہ بلبلائی تھی۔۔

-- مومنہ نے اُسے گھورا تھا۔۔ تبھی وہ دونوں کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔ "کیا ہے۔۔؟؟"

-- وہ دونوں کو گھور کر تعارف کروانا بولا۔۔ "بسمہ یہ میری سسٹر مومنہ اور یہ میری کزن ہے عشاء"

-- عشاء نے اُسے دیکھ کر آنکھیں پٹیٹائی تھیں۔۔ جو پہلے ہی اُسے گھور رہی "اور ان کا تعارف تو کرواؤ ناں" تھی۔۔

-- تعارف کروا کر وہ اُس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔ "یہ بسمہ ہے، میری کلاس فیلورہ چکی ہے"

-- وہ شائستگی سے انکار کر گیا۔۔ "آئی ایم سوری بسمہ ابھی آفیس میں بہت کام چل رہا ہے لنچ کا پھر کبھی سہی" بسمہ کا کھلتا چہرہ فوراً اُسے اُترا تھا۔۔ اُس کی شکل دیکھ کر عشاء نے اپنی ہنسی چھپائی تھی۔۔

کوئی بات نہیں۔۔ ان سچ رہنا اب۔۔ تمہیں پتا ہے میں یونی لائف سب کچھ کتنا مس کرتی ہوں، نعمان" وہ مایوسی سے بولی تھی۔۔ "آئے تو پلین بناتے ہیں

-- وہ اُس کی مایوس شکل دیکھ کر بولا تھا۔۔ کچھ بھی تھا وہ "او کے پھر ایسا کرتے ہیں سنڈے کو لنچ کرتے ہیں" اُس کی بہت اچھی دوست رہی تھی یونی لائف میں۔۔ عشاء نے بے ساختہ مومنہ کو دیکھا تھا۔۔

-- وہ انگلیاں ہلا کر عشاء کو گھوری سے نواز کر آگے بڑھی تھی۔۔ "اوہ تھینک یو حمزہ پھر ملتے ہیں سنڈے کو"

-- وہ شرارت سے بولی۔۔ حمزہ نے اُسے گھورا تھا۔۔ "اچھا تو یہ تمہاری گرل فرینڈ تھی یونی میں"

-- وہ کہہ کر اٹھتا تھا مجبوراً ان دونوں کو بھی اُس کی "گروپ میں تھی۔۔ اور اب اٹھو تم دونوں فوراً سے" تکلیف میں اٹھنا پڑا تھا۔۔

.....

-- آج پھر دانیال عشاء پر برس "عشاء تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے شوہر ہوں میں تمہارا، حق رکھتا ہوں تم پر" تھا۔۔

-- اُس نے اپنی "لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے آپ شادی سے پہلے ہی ایسی فضول باتیں کریں مجھ سے" ناگواری دبانے کی کوشش کی تھی پر ناکام ہوئی تھی۔۔

قانونی اور شرعی حق رکھتا ہوں تم پر چاہوں تو ابھی تمہیں اٹھا کر اپنے کمرے میں لے آؤں کون روکے گا" -- وہ دبی آواز لیکن سخت لہجے میں بولا تھا۔ عشاء کا دل دھک سے رہ گیا تھا۔ آنکھیں نمکین پانیوں "مجھے سے بھری تھیں۔۔

-- وہ "بدلو خود کو ورنہ کسی دن اٹھا کر لے آؤں گا تمہیں ڈرتا نہیں ہوں میں تمہارے باپ اور اُس حمزہ سے" کہہ کر فون رکھ چکا تھا۔ وہ موبائل سائیڈ پر رکھتی چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر رو دی تھی۔۔

آزاد خیال دانیال صادق کی وہی ڈیمانڈ منکوحہ ہے تو وہ اُس کی ہر جائز ناجائز بات ماننے پر مجبور ہے جبکہ عشاء وسیم جس کی تربیت ہی یا سمین نے کڑے ماحول میں کی تھی موبائل پر ایسی گفتگو اُس پر دانیال کا بے باک انداز، یہ سب وہ برداشت نہیں کر پار ہی تھی۔۔

.....



-- اُس کے مینڈ کی بولنے پر عشاء نے اُسے گھورا تھا۔ "اُسنو مینڈ کی"

-- وہ جلدی سے بولا تھا پاس بیٹھی مومنہ ہنسی تھی۔ وہ یا سمین کے سر میں مالش "میرا مطلب ہے عشاء" کر رہی تھی۔

-- وہ ہونٹوں پر شریر سی مسکراہٹ لاتا بولا۔ "تمہارا نام کتنا خوبصورت ہے ناں"

ویسے چھوٹی امی اگر ہماری عشاء مغرب کے ٹائم پیدا ہوئی ہوتی تو میں بھلا کیا کہتا، مغرب سنو میری شرٹ تو "وہ اُسے گھورے گئی۔ جب کہ مومنہ نے دانتوں میں ہنسی دبائی تھی۔ "استری کر دو وہ سمجھ گئی تھی حمزہ کو عشاء سے اپنی شرٹ استری کروانی تھی۔

-- "سوچ رہا ہوں اپنی بیٹی کا نام تمہارے نام پر رکھوں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، تہجد، اشراق، چاشت" مومنہ نے زور سے قہقہہ لگایا تھا۔ اُس کی بات پر یا سمین بھی مسکرائی تھیں۔

-- وہ اُس کے ہاتھ میں شرٹ دیکھ کر اُس پر "تو اپنی شرٹ بھی جا کر اپنی ان بیٹیوں سے استری کرواؤ جا کر" اُس کی خوشامد دیکھ کر سمجھ گئی تھی۔ مومنہ پھر سے ہنسی تھی۔

-- وہ عشاء کو دیکھ کر بولی تھیں، عشاء نے ہمیشہ کی طرح اُسے "عشاء کر دو استری۔ جاؤ بیٹا تم نہانے جاؤ" خونخوار نظروں سے دیکھ کر اُس کے ہاتھ سے شرٹ جھپٹی تھی۔

-- مبادہ وہ اپنا ارادہ نہ بدل دے وہ فوراً سے اُس کا نام لیتا اندر کمرے میں "تھینک یو مینڈ۔ آئی مین عشاء" غائب ہوا تھا۔

.....

-- وہ دونوں ابھی آکر بیٹھی تھیں جب فائزہ نے اُس کے سر پر بم پھوڑا "تمہیں پتا ہے عینی پر یکنٹ ہے۔۔" تھا۔۔ عینی ایک ہفتے سے نہیں آرہی تھی۔۔ وہ گنگ ہوئی تھی۔۔

اور ظلم کی انتہا دیکھو اُس کے شوہر نے بولا ہے اِس بچے کو ابورٹ کروادو تو تمہیں رخصت کروا کر لاؤں " فاطمہ نے لقمہ دیا تھا۔۔ "گا

-- مومنہ نے "کیا مطلب!!" وہ اُس کی اولاد ہے۔۔ جب مان بھی رہا ہے تو ابورشن جیسا گھناؤنا کام کیوں " جھر جھری لی تھی۔۔

یار عزت۔۔۔ وہ بندہ بولتا ہے معاشرے میں میری عزت ہے۔۔ میری بہنوں کی شادی ہونی ہے، میں " فائزہ نے تاسف سے کہا۔۔ عشاء کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے "تمہیں قبول کر رہا ہوں پر اِس بچے کو نہیں ہوئے تھے۔۔

اور ستم دیکھو اُس کے باپ کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے، عینی کا شوہر اُن کے مُنہ پر پتا نہیں کیا کیا کہہ کر گیا " اُس کی آنکھوں سے لاتعداد آنسو نکلے تھے۔۔ اُس کی حالت کو دیکھ کر مومنہ نے حمزہ کو بلوایا تھا۔۔ "ہے وہ دونوں ہی چپ تھیں حمزہ نے بغور اُن دونوں کو نوٹ کیا تھا۔۔ پر ابھی اُسے آفیس واپس جانا تھا۔۔ وہ اُنہیں ڈراپ کر کے واپس چلا گیا تھا۔۔

.....

آپ کو اگر جلدی ہے تو آپ رخصتی کروالیں میں راضی ہوں۔۔ میں خود پر آپ کا حق دل سے تسلیم کرتی " وہ "ہوں دانیال پر اِس طرح آپ کی باتیں، آپ کے انداز۔۔ میری سیلف ریسپیکٹ ہرٹ ہوتی ہے آج ہمت کر کے بول ہی گئی تھی۔۔ اُس کی آواز بھرائی تھی۔۔

اوہو سیلف رسپیٹ۔۔ تو مجھ سے یعنی کہ اپنے شوہر سے بات کرتے ہوئے محترمہ عشاء و سیم کی سیلف "۔۔ وہ بات کو اپنے ہی رنگ میں لے گیا تھا عشاء کے ہاتھ پاؤں پھولے تھے۔۔ "رسپیٹ ہرٹ ہوتی ہے۔۔ اُس کے گلے میں آنسوؤں کا گولا پھنسا تھا۔۔ "نن۔۔ نہیں میرا مطلب تھا کہ رخصتی۔۔"

حق کی کیا بات کرتی ہو۔۔ سرتا پیر تم پر حق رکھتا ہوں، مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے سمجھی اور یہ کیا بار "۔۔ وہ زہرا گل رہا تھا۔ ایک ہاتھ سے "بار رخصتی رخصتی کیے جا رہی ہو، ابھی میرا موڈ نہیں ہے رخصتی کا موبائل کان سے لگائے عشاء نے دوسرا ہاتھ اپنے کان پر رکھ کر آنکھیں بند کی تھیں۔۔ آنکھوں سے نکلتے آنسو تیزی سے گالوں سے ہوتے گریبان میں جذب ہو رہے تھے۔۔

۔۔ وہ فون کھ چکا تھا۔۔ وہ خود پر ضبط کھوتی تکیے پر سر دیئے رو دی "سارے موڈ کا ستیا ناس مار دیتی ہو" تھی۔۔

www.classicurdumaterial.com

۔۔ وہ لاؤنج میں اکیلی بیٹھی تھی جب وہ آفیس سے آنے کے بعد چیخ کرتا "آج موسم ابر آلود لگ رہا ہے"

اُس کے پاس آکر بیٹھا تھا۔ اُترا ہوا چہرہ کچھ سُرخ کچھ سنجیدہ سا تھا۔۔

https://www.facebook.com/Classicurdumaterial/

حمزہ کا اتنا پوچھنے کی دیر تھی اُس کی آنکھیں چھم چھم برسی تھیں۔۔

۔۔ وہ بوکھلا ہی تو گیا "عشاء، عشو کیا ہوا یاد۔۔ میری کوئی بات بُری لگی ہے۔۔؟؟۔۔ اچھا آئی ایم سوری" تھا۔۔ وہ ہنوز روئے گئی۔۔

۔۔ وہ اُس کے قریب بیٹھا فکر مندی سے پوچھ رہا تھا۔۔ "چھوٹی امی نے ڈانٹا ہے۔۔؟؟"

اُس نے روتے روتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

-- وہ کبھی -- اچھا آئینہ کبھی تمہیں مینڈ کی نہیں کہوں گا پر اس "میری کوئی بات بُری لگی ہے۔۔؟؟" اس طرح نہیں روئی تھی۔۔ اپنے بے اختیار رونے پر وہ خود کو ملامت کرتی ایک دم چُپ ہوئی تھی۔۔ صبح سے سب نے ہی اُس سے اُس کے اُداس ہونے کی وجہ پوچھی تھی وہ طبعیت کی خرابی کا بہانہ بنا گئی تھی پر نجانے کیوں اُس کے سامنے عشاء کے ضبط کے سارے بندھن جیسے ٹوٹے تھے۔۔ اُس کا دل کیا وہ سب کچھ جواتنے دنوں سے دل کو کھائے جا رہا تھا اُس کو بتا دے۔۔

-- وہ بڑی محبت سے پوچھ رہا تھا۔۔ اُس "عشو بتاؤ ناں کیا ہوا ہے۔۔؟؟"۔۔ دانیال سے جھگڑا ہوا ہے۔۔؟؟" کے لہجے میں محبت محسوس کرتی وہ پھر رو دی تھی۔۔

-- وہ اب کچن کی طرف دیکھتا با آواز بلند اُسے بلارہا تھا۔۔ اُس نے جلدی سے اپنے آنسو "مومی۔۔ مومی" صاف کیے تھے۔۔

-- وہ بھاگتی ہوئی آئی تھی۔۔ "جی بھائی"

-- وہ سخت لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔ وہ ایک دم کھڑی ہوئی تھی "اِس کو کس نے ڈنٹا ہے۔۔؟؟"

-- اُس کے بتانے پر حمزہ نے بے اختیار اُس کی کلائی تھامی تھی۔۔ "ارے نہیں بھائی اِس کو صبح سے بخار ہے" وہ واقعی بخار میں تپ رہی تھی

-- وہ اپنی کلائی چھڑواتی نقاہت بھری آواز میں بولی تھی۔۔ اُس نے اب نوٹ کیا تھا "میں ٹھیک ہوں" عشاء کا چہرہ بخار کی حدت سے متمم رہا تھا۔۔

-- اُس کی بات پر وہ بے اختیار پیچھے ہٹی تھی۔۔ مطلب انکار تھا۔۔ "چلو میں تمہیں ڈاکٹر کو دکھا دیتا ہوں"  
-- وہ اُس کی کلائی تھامتا باہر کی طرف بڑھتا تھا۔۔ "چھوٹی امی، کو بولنا میں عشاء کو ڈاکٹر کے پاس لے گیا ہوں"  
-- وہ اُس کے ساتھ گھسٹتی ہوئی جا رہی تھی۔۔ جبکہ حمزہ ذرا سی بھی رعایت دینے کو "چھوڑ مجھے نہیں جانا"  
تیار نہیں تھا۔۔

اُس نے زبردستی اُسے گاڑی میں بٹھایا تھا۔۔ حمزہ کو پتا تھا اس معاملے میں اُس کے ساتھ زبردستی ہی کرنا پڑتی تھی۔۔

.....

تم سمجھتے کیا ہو خود کو۔۔؟؟۔۔ میں تمہاری بیوی نہیں ہوں جو تم میرے ساتھ زبردستی کرنے کا حق رکھتے"  
-- کل رات سے اُس کے ذہن میں دانیال کی باتیں گھوم رہی تھیں۔۔ اُسی کا اثر تھا کہ وہ بخار میں مبتلا ہو  
ہوئی تھی اور اب اُس کے سامنے بہت ہی غلط بول گئی تھی۔۔

-- اُس کی بات پر حمزہ "جسٹ شٹ اپ عشاء۔۔ بولنے سے پہلے سوچ لیا کرو کس سے کیا بکواس کر رہی ہو"  
گاڑی سائیڈ پر روک کر اُس پر برساتا تھا۔۔

-- وہ بولتے بولتے رو دی تھی۔۔ اُس کے "میں سوچوں ہمیشہ اور سب کو حق ہے مجھ سے زبردستی کریں"  
رونے پر وہ ایک دم نرم ہوا تھا۔۔

-- اُس کی بات پر عشاء کا دل کیا وہ سب ٹینشن "اچھا آئی ایم سوری، تم پلیز ریلیکس ہو کر آنکھیں بند کر لو"  
پریشانی بھول جائے۔۔ اُس نے اپنا سر سیٹ کی پشت سے لگا یا تھا۔۔



-- وہ بڑبڑائی تھی۔۔ اُس کی ادھی ادھوری بات وہ نہیں "تم بہت اچھے۔۔ وہ تم۔۔ جیسا کیوں۔۔ نہیں" سمجھا تھا۔۔ اُس کے سُرخ چہرے پر آنسو دیکھ کر حمزہ نے بے اختیار اپنا ہاتھ اُس کے چہرے کی طرف بڑھایا تھا۔۔

-- اِس کے دل نے سرزنش کی تھی۔۔ وہ اپنے ہاتھ کی مُٹھی بناتا "حمزہ امین یہ کسی اور کے نکاح میں ہے" گنیمت پر رکھ کر گاڑی اسٹارٹ کر گیا تھا۔۔ نظریں اب سامنے تھیں۔۔

کیوں اِس لڑکی کی ذرا سی تکلیف مجھے پریشان کرتی ہے۔۔؟؟۔۔ کیوں اِس کی آنکھوں میں میں کبھی آنسو۔۔ وہ پاس پڑے سگریٹ کے پیکٹ سے سگریٹ نکال کر لبوں میں دباتا سا لگا گیا تھا۔ اُس "نہیں دیکھ پاتا نے بے اختیار گاڑی کا شیشہ تھوڑا سا نیچے کیا تھا۔۔

-- اُس کا دل اپنے "کیونکہ یہ میری کزن ہے، اور مجھے اِس سے کزن ہونے کے ناطے ہی اُنسیت ہے بس" ہی سوالوں سے گھبراتا چلا یا تھا۔۔ اپنے پہلو میں اُس کے بے خبر وجود پر نظر ڈالے بغیر وہ سامنے دیکھتا سگریٹ کے لمبے لمبے کش لگاتا گاڑی چلائے گیا تھا۔۔

.....

-- دوسری صبح اتوار تھی وہ صبح فجر پڑھ کر اُس کے کمرے میں آیا تھا وہ بے سُدھ سو "کیسی ہے عَشو۔۔؟؟" رہی تھی۔۔ قریب ہی مومنہ نماز پڑھ رہی تھی۔۔ اُس نے اُس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ پاس بیٹھی یا سمین نے اُسے جواب دیا تھا۔۔

یہ ٹھیک ہی بیٹا اب، شکر ہے بخار کم ہے، پتا نہیں تمہارے قابو کیسے آتی ہے، ورنہ مجال ہے جو میری کوئی "۔۔ وہ اُس کا عشاء کوڈاکٹر کے پاس لے "بات سُن لے، پتا نہیں سسرال جا کر کیا نام روشن کرے گی میرا

جانے کی بابت بول رہی تھیں۔۔ ساتھ ساتھ ہمیشہ کی طرح اُس کی نالائقی کار و ناراویا تھا انہوں نے۔۔ وہ ہنسا تھا

چھوٹی امی باب اتنی بھی بُری نہیں ہے، ہاں تھوڑی سے ضدی ہے بس، یہ تو مجھے بھی نہیں پتا کیسے میرے "۔۔ اُس کی بات پر یاسمین کے ساتھ مومنہ بھی ہنسی تھی۔۔ وہ اُس پر ایک نظر ڈالتا ہنستا ہوا "قابو آ جاتی ہے باہر نکلا تھا۔۔

.....

۔۔ وہ اُس کے پاس آکر بیٹھا تھا۔۔ وہ جو بیڈ پر بیٹھی سامنے دیوار کو دیکھ "اور دشمنانِ جاں کیسی ہو۔۔؟؟" رہی تھی نظریں جھک گئی تھی۔۔

۔۔ اُس کی بات پر وہ بے اختیار ہنسی تھی، جب ہی "یار جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ، میرا کھانا ہضم نہیں ہو رہا" پاس پڑا اُس کا موبائل بجا تھا۔ اسکرین پر حکمتے نمبر کو دیکھ کر وہ بے ساختہ اپنے لب بھیج گئی تھی۔۔

۔۔ وہ اُس کے تاثرات پر غور کیے بغیر اُس پر چوٹ "اچھا بھئی اچھا، میں جا رہا ہوں کر لو اپنے شوہر سے بات"

کر تاہنستا ہوا کمرے سے نکلا تھا۔۔  
<https://www.facebook.com/ClassicOfUrduMaterial/>

موبائل بج بج کر خاموش ہوا تھا، اُس نے موبائل کو سائیلنٹ کر کے سر کو تکیے پر چٹا تھا۔۔ آنسو دائیں بائیں کنپٹیوں پر جذب ہوئے تھے۔۔

.....

-- شام کو وہ زرینہ اور فضا کے ساتھ حاضر تھا۔ وہ جو آنکھیں بند کیے لیٹی ہوئی تھی ایک "کیسی ہو۔۔؟؟" دم اٹھ کر بیٹھی تھی

-- اُس کی گہری نظروں سے خائف ہوتی وہ نظریں جھکاتی پاس پڑاڈو پٹہ اُڑھ گئی تھی۔۔ "جی ٹھیک ہوں"

-- وہ اُس کو بے باک "صرف ٹھیک نہیں ہو تم جانِ من، میرا اچھا خاصا ایمان خراب کیے دے رہی ہو" نظروں سے دیکھتا اُس کا ہاتھ تھامتاً اسے خود سے قریب کرتا بولا۔۔ وہ مر جانے کو ہوئی تھی۔۔

-- وہ احساسِ توہین سے رودی تھی۔۔ "چھوڑیں مجھے پلیز"

ایک تو تم ایسے بیہوش کرتی ہو جیسے میں تمہارا نامحرم ہوں، چاہوں تو ابھی کہ ابھی کچھ بھی کر سکتا ہوں"

-- اُس کی بات پر عشاء کا نازک سادل کانپا تھا۔۔ یہ اُس کا شوہر اُس کا مجازی خدا تھا لیکن "تمہارے ساتھ

عشاء کو نجانے کیوں اُس سے خوف محسوس ہوا تھا، اپنی عزت کا خوف جیسے سامنے اُس کا محرم نہیں کوئی

عزت کا لٹیڑا ہو۔۔

-- وہ اب جانچتی نظروں سے اُس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔ "کس گمان میں ہو تم۔۔؟؟"

-- وہ اپنا ہاتھ "میں صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ ایسی باتیں رخصتی کے بعد۔۔ اس طرح مجھے اچھا نہیں لگتا"

اُس کی سخت گرفت سے چھڑاتی کہہ ہی گئی تھی۔۔ آنسو رخساروں پر پھیلے تھے۔۔

.....

-- وہ زرینہ سے ملتا اُس کے بارے میں استفسار کر رہا تھا۔۔ "خالہ دانی کہا ہے۔۔؟؟"

-- اُن کے بتانے پر حمزہ کے قدم بے اختیار اُس کے کمرے کی طرف بڑھے "اندر ہے وہ عشاء کے پاس" تھے۔۔۔ نجانے کیوں حمزہ کو دانیال کے تیور، اُس کا عشاء کے ساتھ رویہ اچھا نہیں لگتا تھا۔

حلاںکہ وہ اُس کا شوہر تھا اُس پر حق رکھتا تھا۔ لیکن اُس کے باوجود ایک مرد ہونے کے ناطے وہ عورت پر اُٹھنے والی دوسرے مرد کی نظروں کو بخوبی پہچانتا تھا۔ اور اُسے دانیال صادق کی نظروں میں عشاء کے لیے ہمیشہ ہوس ہی محسوس ہوئی تھی۔۔

● ● ● ● ● ● ● ● ●

رخصتی۔۔ ہم تو جانِ من کہو تو ابھی کروالوں رخصتی اور پھر تم ہو اور میں ہوں اور ان باتوں پر عمل ہو۔۔ وہ اُس پر جُھکا تھا اُس سے پہلے کہ اُس کے چہرے کو چُھو تا عشاء نے دوسرے ہاتھ سے اُس کے سر پر "بس ہاتھ رکھے اُسے خود سے دور کرنا چاہا تھا۔۔ تب ہی حمزہ نے کمرے میں قدم رکھا تھا، اُس کی حرکت دیکھ کر اُس کا خون کھولا تھا یہ وہ خود پر ضبط کرنے کے سوا کچھ کر نہیں سکتا تھا۔۔

-- وہ اُس کے گھر پر اُس کے کمرے میں بیٹھے ہونے کے باعث مجبور ہوا تھا۔ "کب تک بھاگو گی"

-- وہ اندر آتا نظر اہر انجان بنا پوچھ رہا تھا پر اُس کے اندر کتنے طوفان تھے اُن سے "دانیال کب آئے تم۔؟؟"

شاید کوئی بھی باخبر نہیں تھا۔ اُسے دیکھ کر عشاء کو لگا وہ تپتے دھوپ سے چھاؤں میں آگئی ہو۔ اُس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ ایک تشکر بھری نظریں حمزہ پر ڈالتی وہ اُٹھی تھی۔

۔۔ وہ ناگواری سے بولا تھا۔۔ "بندہ نوک ہی کر دیتا ہے حمزہ۔۔ ہسبینڈ وائف کی پراسیوسی ہوتی ہے کچھ"

۔۔ وہ خود پر قابو پاتا بڑی صفائی "فل حال تو میں عشاء کو میڈیسن دینے آیا تھا، تمہارا نہیں پتا تھا کہ تم آئے ہو"

سے جھوٹ بول گیا تھا۔۔

-- وہ بول کر کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔ "میں نے لے لی تھی میڈیسن"

-- زرینہ نے اُسے خود سے لپٹا لیا تھا۔۔ فضا نے ہمیشہ کی "اٹھ گئی میری بیٹی اب کیسی طبیعت ہے۔۔؟؟"  
طرح نخوت سے اُس سے اُس کا حال دریافت کیا تھا۔۔ پرواہ تو اُسے بھی نہیں تھی۔۔

.....

یا اللہ تو کہتا ہے شوہر کو منع نہیں کرنا چاہیئے، لیکن اللہ اُن کو مجھ سے بس وہی ایک چیز چاہیئے کیا میری عزت "  
۔۔ وہ آج اپنے رب کے آگے ضبط کے سارے بندھن کھول "نہیں ہے۔۔؟ کیا میرا دل نہیں ہے۔۔؟؟"  
گئی تھی۔۔ یا سمین اور مومنہ خاندان میں کسی کے ہاں قرآن خوانی میں گئے تھے۔۔ حمزہ آفیس میں تھا۔۔  
گھر میں اس وقت وہ اور امین صاحب تھے وہ ایک نامور وکیل تھے پر آج خرابی طبیعت کے باعث آرام کر  
رہے تھے۔۔

اور وہ جائے نماز پر بیٹھی اپنا دل اپنے رب کے سامنے کھول بیٹھی تھی۔۔  
جیسا تیرا حکم ہے میرے رب میں نے نکاح نامے پر سائین کرتے ہی اپنا سب کچھ اُن کی امانت سمجھ لیا تھا، "  
پر اللہ اس طرح نہیں، میرا دل نہیں مانتا، میں مانتی ہوں وہ میرے شوہر ہیں پر میں اپنے باپ جیسے چچا کے گھر  
پر ہوں، میری وجہ سے اُن کا سر جھک جائے گا اللہ۔۔

-- اُس نے اپنا سر سجدے میں جھکایا تھا آنسو تو اتر سے بہہ رہے "اُن کے دل میں رخصتی کا خیال ڈال دے  
تھے۔۔



-- وہ چند لمحے وہیں بیٹھی "اے اللہ تو ہمارے لیے بہترین کرتا ہے، مجھے اس مشکل سے نکال میرے مولا"  
پھر اٹھ کر واش روم سے منہ ہاتھ دھوتی باہر آئی تھی۔

دو بج رہے تھے۔ دل کا بوجھ اپنے رب کو دے دینے سے بندہ کتنا ہلکا ہو جاتا ہے، پُر سکون سا۔ چاہے ابھی  
تک مسئلہ وہیں پر ہو۔ پر اپنے رب پر یہ یقین کے اب میری طاقت میرا رب ہے۔ اب جو بھی ہو میرے  
حق میں بہترین ہوگا۔

اُس نے کھانا نہیں بنایا تھا۔ امین صاحب کو وہ پرہیزی کھانا دے چکی تھی۔ جب وہ کچن میں آئی تھی۔  
اُس کے موڈ پر چھائی پُر مشردگی دور ہوئی تو اُسے بھوک بھی محسوس ہونے لگی تھی۔

-- چیز کی تو وہ ویسے بھی "چیز پاسٹا بنالیتی ہوں، تھوڑا زیادہ ہی بناتی ہوں ورنہ مومی مجھے چھوڑے گی نہیں"  
دیوانی تھی۔ بقول حمزہ

-- چکن اور چیز نکالتی اُس کی بات یاد آتے ہی وہ مسکرائی تھی۔ "عشاء چیز میں تھوڑا سا پاسٹا ڈال دیتی ہے"

پاسٹا کو بوائے کرنے رکھ کر بون لیس کیوبز میں کٹی چکن کو گرم پانی میں ڈال کر ڈیفروسٹ کیا، پھر اُس میں  
سارے مصالحے ڈال کر کچھ منٹ فرائی کر کے سائیڈ پر رکھا۔ وائیٹ ساس بنا کر اُس نے اُس میں چکن اور  
پاسٹا مکس کیے تھے بس اب چیز ڈال کر اون میں رکھنا تھا جب تک چیز میلٹ ہو جاتی۔

جب ہی گاڑی کا مخصوص ہارن بجا تھا۔

-- وہ بڑبڑائی تھی۔ "یہ اس وقت کیسے آگیا"

-- "ہاں یار۔ میں نے اُس سے کہا تھا۔ نہیں اُس کا نہیں پتا اور میں بھی نہیں جاؤں گا۔ موڈ نہیں ہے"  
وہ کچن کے دروازے پر کھڑا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ وہ بے ارادہ اُسے دیکھے گئی تھی۔

ڈارک گرے ڈریس پینٹ وائٹ شرٹ، ٹائی کی نوٹ ڈھیلی کی ہوئی تھی۔۔ گریبان کے دو بٹن کھولے ہوئے تھے، ایک بازو پر کوٹ تھا۔۔ بکھرے بال

صبح وہ جتنا سک سے جاتا تھا واپسی میں اتنا ہی لا پرواہ خود سے بے نیاز حلیہ ہوتا تھا اُس کا۔۔ وہ بے اختیار مُسکرائی تھی۔۔ جب وہ فون رکھتا اُس کی طرف مُتوجہ ہوا تھا۔۔

۔۔ وہ کہہ کر رُکنا نہیں تھا۔۔ جب وہ تیزی سے کچن کے "عشویار کچھ کھانے کو دو، بہت بھوک لگی ہے" دروازے تک آئی تھی۔۔

۔۔ وہ زور سے بولی تھی۔۔ "لیکن تم اتنی جلدی کیسے آگئے ہو۔۔؟؟"

۔۔ وہ بغیر دیکھے بولتا کمرے میں گھسا تھا۔۔ "میں چینج کر کے آتا ہوں"

وہ جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی تھی۔۔

www.classicurdumaterial.com

support@classicurdumaterial.com

https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/

چھ سات منٹ میں وہ آیا تھا، آتے ہی کرسی گھسیٹ کر ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھا

۔۔ وہ موبائل پر ایک نظر ڈالتا بولا۔۔ "یار لے آؤ جلدی سے۔۔ صبح کو ناشتہ بھی ٹھیک سے نہیں کیا تھا"

کچھ کہے بغیر عشاء نے دو پلیٹیں، دو گلاس لا کر ٹیبل پر رکھے تھے۔۔ اُس کے بعد گرم گرم چیز پاسٹا اُس کے سامنے ٹیبل پر لا کر رکھا تھا۔۔

۔۔ وہ پلیٹ میں پاسٹا نکال کر "اومائی گاڈ، مطلب یہاں اکیلے اکیلے پارٹی ہو رہی تھی، بتاؤں گا میں مومی کو" بولا تھا۔۔ وہ مُسکرا کر اُس کے سامنے والی کُرسی پر بیٹھی تھی۔۔

-- ڈھیر ساری چیز کو دیکھ کر اُس نے ہنستے ہوئے ایک سرسری "صحیح نام رکھا ہے اس کا میں نے چیز اپاسٹا" نظر اُس کے چہرے پر ڈالی تھی۔۔ پراگلے ہی لمحے وہ بُری طرح ٹھٹھکا تھا۔۔ منہ تک لایا فورک وہ واپس پلیٹ میں رکھ گیا تھا۔۔ وہ سر جھکائے اُس کی بات پر مُسکراتے ہوئے پاسٹا کھانے میں مگن تھی۔۔

-- اُس کی سنجیدہ آواز پر اُس نے سر اٹھایا تھا۔۔ "عشاء ادھر دیکھو۔۔؟؟"

-- وہ ٹھٹھکی تھی۔۔ "تم روئی ہو۔۔؟؟"

-- کہہ کر پلیٹ پر جھکی تھی جب وہ اُس کے آگے سے پلیٹ اٹھا گیا تھا۔۔ "نہیں تو"

-- حسبِ عادت وہ تپ کر چلائی تھی۔۔ "کیا ہے، میری پلیٹ واپس کرو"

پہلے میری بات کا جواب دو۔۔ کیوں روئی ہو تم۔۔؟؟۔۔ بلکہ میں کئی دن سے نوٹ کر رہا ہوں، تمہارے"

-- سختی سے پوچھتے پوچھتے حمزہ کا لہجہ بالکل نرم ہوا "ساتھ کوئی مسئلہ ہے، کوئی بات ہے مجھ سے شیئر کرو عشاء"

تھا۔۔ اُس کو اپنے حلق میں پھر سے نمکین پانی کا ذائقہ محسوس ہوا تھا۔۔

-- وہ ایک دم کُرسی گھسیٹ کر اٹھ کر چلائی "کیوں ہر وقت میرے پیچھے پڑ جاتے ہو۔۔ کوئی بات نہیں ہے"

تھی۔۔ آنکھوں میں بھرتے پانی کے باعث اُس پر سے نظر ہٹاتی عشاء نے تیزی سے کچن سے نکلنا چاہا تھا

جب وہ اچانک اُس کا ہاتھ تھام کر اُسے روک گیا تھا۔۔

-- وہ ملتجیانہ لہجے میں بولا تھا۔۔ وہ "ٹھیک ہے۔۔ مجھے ایسا لگا۔۔ آئی ایم سوری پلیز کھانا تو کھاؤ ناں پلیز"

آنسو ضبط کرتی واپس آ کر بیٹھی تھی۔۔

حمزہ نے پلیٹ واپس اُس کے سامنے رکھ تھی۔۔ پھر فریج سے کولڈ ڈرنک نکال کر آدھا آدھا دونوں گلاس بھرتا وہ واپس اپنی جگہ پر بیٹھا کھانے میں مصروف ہو گیا تھا جیسے ابھی کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔۔

۔۔ "ہے، اس لیے جلدی آف ہو گیا۔۔ اور سارا اسٹاف انوائیٹڈ (مدعو) ہے ہمارے پاس کے بیٹے کا ولیمہ" وہ بالکل نارمل انداز میں بول رہا تھا۔۔ خود پر قابو پاتے اُس نے بھی اپنا موڈ ٹھیک کیا تھا، جب پاس پڑا حمزہ کا موبائل بجا تھا۔۔ اسکرین پر بسمہ کالنگ لکھا آ رہا تھا۔۔ عشاء کی آنکھوں کے سامنے ماڈرن سی بسمہ کا سراپا لہرایا تھا۔۔

اُس نے بغور حمزہ کے چہرے پر کچھ ڈھونڈنا چاہا تھا پر وہ بالکل نارمل انداز میں کال پک کر گیا تھا۔۔ وہ کھاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔ "کیسی ہو بسمہ۔۔؟؟"

۔۔ وہ "نہیں میرا موڈ نہیں ہے۔۔ ہاں مجھے پتا ہے تم آرہی ہو۔۔ اواچھا چلو پھر ٹھیک ہے رات کو ملتے ہیں" اُس کی نجانے کس بات پر ایک دم راضی ہوا تھا۔۔ کولڈ ڈرنک کاسپ لیتے عشاء کی نظر ہنوز اُسی پر تھیں۔۔ حمزہ نے موبائل ٹیبل پر رکھا تھا۔۔

۔۔ وہ کھڑی ہوتی ٹیبل سے برتن سمیٹتے بولی تھی۔۔ اُس کی بات پر وہ "چلو امی، کو اپنی دوسری بہو بھی مل گئی" قہقہہ لگا گیا تھا۔۔

۔۔ وہ اُس کے سر پر چپت مارتا مسکراتا ہوا کچن سے نکلا تھا۔۔ عشاء "میں سونے جا رہا ہوں، عصر میں اُٹھا دینا" نے اُسے جاتے ہوئے دیکھا تھا جس نے اُس کی بات پر اگر مثبت جواب نہیں دیا تھا تو تردید بھی نہیں کی تھی۔۔

.....

وہ دستک دیتی اُس کے کمرے میں چائے کا کپ لے آئی تھی۔۔ وہ بالکل تیار شیشے کے سامنے کھڑا بالوں میں بُرش پھیر رہا تھا۔۔ بلیک ڈنر سوٹ، جیل سے بالوں کو پیچھے کیا ہوا تھا۔۔ ٹائی ندارد تھی۔۔ وہ اُسے ہمیشہ سے زیادہ اچھا لگا تھا۔۔

۔۔ اُس نے اُس کے آگے کپ بڑھایا تھا۔۔ "یہ لو"

۔۔ اُس کے ہاتھ سے کپ لیتا دل سے بولا تھا پھر اپنا موبائل لے کر بیڈ پر "تھینک یو عشو تم بہت اچھی ہو" بیٹھا تھا۔۔

۔۔ وہ آج پر زور دیتی سادگی سے بولی تھی اُس کی بات پر وہ "میں تو اچھی ہوں اور تم آج اچھے لگ رہے ہو" ہنستا ہوا اُسے دیکھنے لگا تھا۔۔

۔۔ وہ دل ہی دل میں سوچتی سر کو ہلکا سا خم دے کر اُس کی "تم رُکویٹا تمہاری بینڈ تو اب میں بجاؤں گی" آنکھوں میں دیکھتی مُسکرائی تھی پھر وہاں سے چلتی بنی تھی۔۔ اُس کے عجیب و غریب انداز پر وہ سر جھٹکتا مُسکرایا تھا۔۔

.....  
<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

۔۔ سوادس بنگر ہے تھے وہ کمرے سے بولتا ہوا باہر آیا تھا۔۔ "ہاں یار میں بس نکل رہا ہوں"

۔۔ وہ اُن کے آگے جھکا تھا۔۔ "اچھا چھوٹی امی چلتا ہوں میں"

۔۔ اُنہوں نے اُس پر نظر کی دعادم کر کے پھونکی تھی۔۔ "ماشاء اللہ اللہ نظر بد سے بچائے میرے بچے کو"

۔۔ مومنہ نے زور سے کہا وہ مُسکرایا تھا۔۔ "واہ بھائی ماشاء اللہ یو آر لکنگ گول"



-- وہ بڑے مزے سے بولی تھی حمزہ "کُل تو لگنا ہی ہے اسے، امی یہ آپ کی مُتوقع بہو سے ملنے جا رہا ہے"  
نے اُسے گھورا تھا۔ مومنہ اور یاسمین دونوں اُس کی طرف مُتوجہ ہوئی تھیں۔

-- وہ اُس کو مُنہ چڑاتا بولا تھا۔ حسبِ توقع وہ "چھوٹی امی اصل میں کیا ہے عَشو کا اپنا دل کر رہا ہے شادی کا"  
پتی تھی۔

-- وہ چیخی تھی جب ہی اُس کا فون بجا تھا۔ "دیکھیں امی اس کو"

-- وہ کال ڈراپ کرتا با آواز بلند کہہ کر لاؤنج سے نکلا "آ رہا ہوں یار راستے میں ہوں۔ اچھا اللہ حافظ"  
تھا۔

امی۔ -- وہ اُسے ڈانٹ کر اُٹھی تھیں وہاں سے۔ "کب سدھر وگی تم عشاء، بس بد تمیزی کرو الو تم سے"  
-- وہ اب "کو تو اپنے لاڈلے کے سوا کچھ دیکھتا ہی نہیں ہے پر تم تو سُنو ناں اپنے پیارے بھائی کے کارنامے  
مومنہ کی طرف مُتوجہ ہوئی تھی۔

-- مومنہ نے اُسے گھورا تھا۔ "ایسا کیا کر دیا بھائی نے"  
-- وہ اُس کے قریب آکر بولی تھی۔ "تمہیں وہ ایٹم بم بسمہ یاد ہے"

-- وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔ "ہاں ہاں کیا ہوا اُسے۔؟؟"

-- وہ آنکھیں گھما کر بولی تھی۔ پھر اُسے "ہوا نہیں ہونے والا ہے۔ حمزہ اور اُس کا سین آن ہے پکا والا"  
خود کو خطرناک حد تک گھورتا دیکھ کر وہ اُسے سب بتاتی گئی۔  
حمزہ کا پہلے کال پر منع کرنا پھر بسمہ کے کہنے پر فوراً سے مان جانا۔

-- وہ یاسمین کو دیکھ "اور تم خود دیکھو آج لگ بھی کتنا اچھا رہا تھا، بچہ تیاری کر لو نئی بہو آنے والی ہے گھر میں"  
کر زور سے بولی۔

-- وہ محبت سے بولی تھیں۔ "جس کے لیے میرا بیٹا کہے گا اُسے لے آؤں گی"

-- وہ مومنہ کے کان "ابھی انہوں نے اُس چلتی پھرتی قیامت کو دیکھا نہیں ہے نا اس لیے بول رہی ہیں"  
میں بڑبڑائی تھی۔

.....

-- بسمہ کے شکوہ "ہمارے کہنے پر تو یہ بالکل بھی نہیں مان رہا تھا، تمہارا نام لیا تو دیکھو کیسے آگیا فوراً سے"  
کرنے پر وہ نعمان کے کندھے پر ہاتھ مارتا ہنسا تھا۔

وہ واقعی آنے کے موڈ میں نہیں تھا اور عشاء جو سب کو یقین دلا رہی تھی کہ وہ بسمہ کی منتوں پر مانا ہے تو ایسا  
بالکل بھی نہیں تھا اُس کے آنے کی وجہ بسمہ اور اُس کا مشترکہ کلاس فیلو نعمان تھا، وہ بسمہ کا کزن تھا، وہ جس  
کمپنی میں کام کرتا تھا وہ نعمان اور اُس کے چچا کا مشترکہ بزنس تھا۔ نعمان اور اُس کے والد اسلام آباد میں  
ہوتے تھے جبکہ اُس کے چچا کراچی کی برانچ سنبھالتے تھے۔ آج نعمان کے چچا کے بیٹے کا ہی ولیمہ تھا۔  
بسمہ نعمان کی پھپھو کی بیٹی تھی۔ نعمان کی رہائش اسلام آباد میں تھی اس بار وہ چارپانچ ماہ بعد آیا تھا۔ تبھی  
وہ یہاں موجود تھا۔

.....

میں رات تمہیں پک کرنے آؤں گا، ہم پہلے ڈنر کریں گے اُس کے بعد لونگ ڈرائیو، صرف تم اور میں"  
وہ سوچ کر ہی مسرور ہوا تھا پر اُس کی جان نکال گیا تھا۔ "جاناں"

-- عجیب مشکل میں پھنسی تھی۔۔ "لیکن دانیال گھر میں بابا، امی، حمزہ میں کیسے۔۔"

بکواس نہیں سُنوں گا میں اب کوئی اور۔۔ میں کچھ دنوں کے لیے لاہور جا رہا ہوں آفیس کے کام سے،"  
-- وہ تم اور میں پر زور دیتا بولا۔۔ عشاء نے خود پر "جانے سے پہلے تم سے ملنا چاہتا ہوں صرف تم اور میں  
ضبط کرتے مٹھی بھینچی تھی۔۔

-- وہ ڈرتے ڈرتے بولی۔۔ وہ غصے "دانیال ہم لنچ کر لیتے ہیں ناں، آپ ابھی آجائیں میں تیار ہو جاتی۔۔"  
سے اُس کی بات کاٹ گیا تھا۔۔

-- وہ اپنی "عشاء ڈنر کا مطلب ڈنر۔۔ خالہ سے میں خود بات کر لوں گارات آٹھ بجے آؤں گا میں، تیار رہنا"  
کہہ کر فون رکھ چکا تھا۔۔

اُس نے بے اختیار کرسی پر ہاتھ مارا تھا پلاسٹک کی کرسی لڑھکتی ہوئی دور جا گری تھی۔۔

.....  
www.classicurdumaterial.com

support@classicurdumaterial.com  
-- وہ روہانسی ہوئی تھی۔۔ "امی میرا دل نہیں چاہ رہا"

https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/  
عشاء وہ تمہارا شوہر ہے اور پہلی بار اُس نے تم سے باہر ملنے کی اجازت لی ہے، میں منع کر کے تمہاری طرف "

-- وہ اُسے دیکھے "سے اُس کا دل خراب نہیں کرنا نہیں چاہتی اور تمہارے بابا نے بھی اجازت دے دی ہے  
بغیر دو ٹوک لہجے میں بولی تھیں۔۔

-- وہ بھرائی ہوئی لہجے میں بولتی اُن کے سامنے آئی تھی۔۔ "امی میری بات سُنیں ناں پلیز"

-- تب ہی مومنہ ہاتھ میں کارڈس لیے کچن میں آئی تھی۔۔ وہ اپنے آنسو "چھوٹی امی، ممانی کافون ہے"  
جھپاتی یا سمین کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔

.....

وہ شیفون کاریڈ سوٹ پہنے اُس کے پہلو میں بیٹھی تھی۔۔ اُس کی نہ نہ کے باوجود مومنہ نے اُسے لائیز کا جل  
لگایا تھا۔۔ پنک لپ اسٹک اُس پر پرل کے ایئر رنگ وہ دانیال کا ایمان خراب کر رہی تھی۔۔ اُس نے ڈوپٹہ  
اچھی طرح سراور جسم پر لیا ہوا تھا۔۔

-- وہ اُس کے سر سے ڈوپٹہ اتار کر بولا وہ دل و جان سے کانپی تھی۔۔ "اِسے تو ہٹاؤ۔۔ کیا ملانی بن کر آئی ہو"  
۔۔ وہ دوبارہ سے ڈوپٹے کو سر پر ٹھیک کرتے بولی "پلیز دانیال میں باہر ڈوپٹہ لیتی ہوں آپ کو پتا تو ہے"  
تھی۔۔

-- وہ اُس پر ایک سخت نظر ڈالتا بولا۔۔ وہ اندر "ہو نہہ انیس سو ساٹھ کی مخلوق کو بیوی بنالیا ہے میں نے بھی"  
ہی اندر خائف ہوئی تھی۔۔ وہ اُسے ایک ریسٹورینٹ لے آیا تھا جس کی مدھم مدھم روشنی ماحول کو اچھا خاصا  
رومینٹک بنا رہی تھی۔۔

-- آرڈر کرنے کے بعد اُس نے عشاء کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا۔۔ عشاء کا نرم و نازک "عشاء"  
ہاتھ اُس کی گرفت میں کانپا تھا۔۔

-- اُس کی آنکھوں میں وہی مخصوص چمک دیکھ کر وہ دل و "میں تمہارے ساتھ وقت گزارنا چاہتا ہوں"  
جان سے کانپی تھی۔۔

-- وہ اپنی شرم و حیا پر "آپ رخصتی کروالیں، پھر جو آپ کہیں گے میں کبھی آپ کو منع نہیں کروں گی" پاؤں رکھتی نظریں جھکا کر بولی تھی۔

-- وہ ہمیشہ کی طرح جھنجھلایا تھا۔ اُسی وقت ویٹران کا آرڈر لے آیا تھا۔ "یار تم سمجھ کیوں نہیں رہی ہو" دانیال نے اُس کا ہاتھ چھوڑا تھا۔

اُس نے اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل کے نیچے اپنے گھٹنوں پر رکھے تھے۔

-- ویٹر کے جانے کے بعد وہ دوبارہ شروع ہوا تھا۔ "دیکھو عشاء"

میں بہت سیدھا بندہ ہوں، رخصتی کا ویٹ کروں، تب تک تمہیں دیکھوں تک نہیں۔۔ میرے نزدیک یہ بیوقوفی ہے میری جان، مرد کو طلب ہوتی ہے اور اگر اُس کی نکاحی بیوی ہو تو وہ مردالو کا پٹھا ہی ہو گا جو اپنی۔۔ وہ اُس کی بات پر شرم سے کٹی تھی۔ "بیوی سے اپنی طلب پوری نہ کرے

-- وہ بھرائی آواز میں بولی تھی۔ دانیال نے بیزاری سے "میں آپ سے کہہ تو رہی ہوں رخصتی کروالیں" اُسے دیکھا تھا۔

-- اُس کی بات پر عشاء کا "کھانا کھاؤ، پھر لانگ ڈرائیو پر تمہیں سمجھانا ہوں کہ میں کس مزاج کا انسان ہوں" دل کیا وہ وہاں سے بھاگ جائے، اُسے اپنا گھر اپنے لوگ یاد آئے تھے۔ اپنی ماں، حمزہ۔

-- اُس کے دل نے شدت سے اُسے یاد کیا تھا نجانے کیوں۔۔ حالانکہ سامنے اُس کا شوہر بیٹھا تھا پر "حمزہ" حمزہ کے اپنے پاس ہوتے اُسے ہمیشہ ایک تحفظ کا احساس ہوتا تھا۔  
کھانا کیا کھانا تھا۔ اُس نے دو چار لقمے زہر مار کیے تھے۔



-- وہ حیرت سے مومنہ کی بات دہرا گیا تھا۔ اُسے عجیب "چھوٹی امی" نے بھیجا ہے اُسے دانیال کے ساتھ "سی بے چینی نے گھیرا تھا۔ امین صاحب نے نگاہ اٹھا کر اُسے دیکھا تھا۔

میرا نہیں خیال اس میں کوئی قباحت ہے، وہ اُس کے نکاح میں ہے، اچھا ہے دونوں ایک دوسرے کو اچھے "وہ کہہ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھے تھے۔ "سے جان لیں، مومنہ چائے لاؤ

-- وہ کچن کی طرف بڑھی تھی۔ حمزہ یا سمین کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ وہ آج آفیس سے "جی بابا" لیٹ آیا تھا۔

-- وہ جائے نماز لپیٹ کر رکھ رہی تھیں اُسے دیکھ کر مسکرائی تھیں۔ "چھوٹی امی"

-- یا سمین نے اُس کا ہاتھ تھام کر اپنے پاس بٹھایا تھا۔ "میرا بیٹا آیا ہے۔"

-- وہ کیسے خود پر ضبط کر رہا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔ "چھوٹی امی آپ نے اُسے دانیال کے ساتھ بھیج دیا"

حمزہ تم اُسے کچھ عقل دو بیٹا وہ شوہر ہے اُس کا، اب وہ فون کر کے خود مجھ سے اجازت مانگ رہا تھا اُسے لے

جانے کو پر یہ لڑکی مجھے زچ کرنے کا کبھی جو کوئی موقع ہا تھا سے جانے دے۔ دوپہر سے بس نہیں جانا نہیں

-- وہ فکر مندی سے بولے گئی تھیں پر حمزہ امین کا ذہن تو "جانا کی رٹ لگائے بیٹھی تھی، زبردستی بھیجا ہے

نہیں جانا کی رٹ میں اٹکا تھا۔

-- اُس کا بس چلتا وہ "لیکن چھوٹی امی اگر وہ نہیں جانا چاہتی تھی تو آپ کو زبردستی تو نہیں کرنی چاہیے تھی"

جہاں کہیں بھی ہو وہ ابھی اُسے واپس لے آئے۔

میں تم سے کہہ رہی ہوں اُسے سمجھاؤ اور تم اُسی کے جیسی بیوقوفوں والی باتیں کر رہے ہو۔۔ وہ شوہر ہے " اُس کا۔۔ اُس کی ہر بات ماننی عشاء کا فرض ہے، ابھی سے اُس کی باتوں کی نفی کرے گی تو اُس کے دل میں اپنا۔۔ اُن کی بات پر حمزہ نے لب بھینچے تھے۔۔ "کیا مقام بنائے گی

۔۔ وہ اُس کی بات کاٹ گئی تھیں۔۔ "اب وہ دور نہیں ہے چھوٹی امی"

۔۔ وہ اُنہیں کیسے سمجھاتا۔۔ "نہیں بیٹا دور کیسا بھی ہو عورت کو شوہر کا تابع ہونا پڑتا ہے"

میں مانتا ہوں چھوٹی امی، مرد کو اللہ نے عورت پر فضیلت دی ہے لیکن پھر بھی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ "۔۔ اُس کا لہجہ سخت ہوا تھا۔۔ "عورت مرد کی ہر زیادتی برداشت کرے

ارے اللہ نہ کرے بیٹا دانیال اچھا بچہ ہے، بس یہ ہماری عشاء ہی تھوڑی کم عقل ہے، تم سمجھایا کرو اُسے، " دانیال کے ساتھ تھوڑا ہنس بول لیا کرے، میں دیکھ رہی ہوں وہ جب آتا ہے یہ عجیب اُکھڑا اُکھڑا انداز اپنالیتی۔۔ اُس نے اُنہیں دیکھ کر گہرا سانس لیا تھا۔۔ "ہے

۔۔ وہ اب آبدیدہ ہوئی "شاید ہر ماں بیٹی کو کسی کے نکاح میں دے کر میری طرح بُزدل ہو جاتی ہے" تھیں۔۔  
<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

۔۔ اُس نے اُنہیں خود سے لگایا تھا۔۔ وہ مطمئن ہوئی تھیں پر وہ اپنے دل کا کیا "ہم سب ہیں عشاء کے اپنے" کرتاجو بے چینی میں گھرا تھا۔۔ دل ہی دل میں اُس کی خیریت کی دعائیں مانگتا وہ سگریٹ اور لائیٹر اٹھا کر باہر لان میں آیا تھا۔۔

.....

-- اب کے دانیال نے ڈوپٹے کو زور سے کھینچا تھا۔ ریڈ شیفون کا "خدا کو مانویا اب تو اُتار دواس کو سر سے" ڈوپٹہ اُس کے سر سے پھسلا تھا۔ اُس نے بے اختیار اپنا ہاتھ سر پر رکھا تھا۔

-- وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔ عشاء "اب اگر تم نے دوبارہ اسے سر پر لیا تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا" نے ڈوپٹے کو اپنے گرد سے اُتار کر گلے میں لیا تھا۔ پر غیر محسوس طریقے سے خود پر پھیلا یا تھا۔

یہ روڈ سنسان ہی ہوتا ہے اس ٹائم تم اب بالکل ریلیکس ہو جاؤ پلینز، میں تمہارے ساتھ بہت ہی اچھا وقت" -- وہ اُس پر ایک گہری نظر ڈالتا بولا۔ عشاء کا دل ڈوبا تھا۔ "گزارنا چاہتا ہوں اس وقت

وہ اُسے سی ویو کے سنسان سڑک پر لے آیا تھا۔ تیز ہوائیں، اندھیرا اُس پر دانیال کے بہکے بہکے انداز، بے باک ارادے۔ عشاء کو ہول اُٹھنے لگے تھے، اُسے بے اختیار اپنا رب یاد آیا تھا، وہ دل ہی دل میں آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی تھی۔ یہ جانے بغیر کہ وہ اُس وقت کسی اور کی دعاؤں کی حصار میں بھی تھی۔

-- وہ ڈر ڈر کر بولی تھی۔ "دانیال دس بج رہے ہیں ہم واپس چلیں"

-- وہ اُس کا ہاتھ تھامتا بولا، عشاء نے بے اختیار اپنا ہاتھ اُس کے "اتنی جلدی نہیں چھوڑنے والا میں تمہیں"

ہاتھ سے چھڑایا تھا۔ حالانکہ وہ ایسا کرنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ خود پر اُس کا حق تسلیم کرتی تھی اور اُسے اندازہ

تھا کہ دانیال کو اس طرح خود سے بالکل دور کرنا ٹھیک نہیں تھا۔ پر اس وقت وہ خوف کے دائرے میں تھی۔ وہی ہوا تھا وہ شعلوں میں گھرا تھا۔ اُس نے گاڑی سڑک کے کنارے پر روکی تھی۔

.....

-- وہ اُسے دھونڈتے ہوئے باہر لان میں "پیٹافون کرو دانیال کو چھوڑ جائے اُسے اب دس تو بج رہے ہیں"  
آئی تھیں۔۔ وہ جو سگریٹ لبوں سے لگائے گہری سوچ میں تھا اپنے پیچھے سے آتی یا سمین کی آواز پر سٹپٹاتے  
ہوئے سگریٹ نیچے پھینک گیا تھا۔۔ پھر پلٹ کر اُن کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔

-- وہ اُن کے چہرے پر پریشانی دیکھ کر بولا۔۔ "جی چھوٹی امی! ابھی کرتا ہوں آپ پریشان نہ ہوں۔۔"  
-- اُن کو بھی اب عجیب طرح کی بے چینی نے آگھیرا تھا۔۔ "پتا نہیں کیوں حمزہ میرا دل پریشان ہو رہا ہے"  
میں نے میسج کیا ہے دانیال کو اُس نے کہا ہے وہ بس آرہے ہیں، آپ پریشان نہ ہوں، آپ کا بی پی پھر شوٹ"  
-- وہ اُنہیں بازو "کر جائے گا۔۔ آئیں آپ بے فکر ہو کر سو جائیں۔۔ میں کھڑا ہوں یہاں اُس کے انتظار میں  
کے حلقے میں لیے اُن کے کمرے میں لے آیا تھا۔ اُن کی حالت کے پیش نظر وہ اُن سے جھوٹ بول گیا  
تھا۔ اُن کو میڈیسن کھلا کر اُنہیں لٹاتا وہ جیب سے موبائل نکالتا باہر آیا تھا۔۔

www.classicurdumaterial.com

-- وہ اُسے دونوں شانوں سے تھامے "میری بات سُنو عشاء! بہت برداشت کر لیا میں نے اب اور نہیں"  
اپنے قریب کرتا عرصے سے بولا تھا پر اُسے روتے دیکھ کر وہ ایک دم نرم پڑا تھا۔۔  
https://www.facebook.com/Classicurdumaterial/

-- وہ اُس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامے اُس پر جھکتے "عشاء اس پل کو محسوس کرو۔۔ بس میں اور تم"  
ہوئے بولا۔۔

-- اُس نے دانیال کو دھکا دیا تھا۔۔ "نہیں دانیال"

اچھا تمہیں یہاں آن کفر ٹیبل لگ رہا ہے تو میرے دوست کے فلیٹ چلو یہیں قریب ہی ہے۔۔ میں "۔۔ وہ اب اُس کی گردن پر جھکا تھا۔۔ اُس کی بات پر وہ دل و جان سے "تمہیں ساڑھے گیارہ تک چھوڑ دوں گا کاپی تھی۔۔

۔۔ وہ اُسے دھکا دیتی زور زور سے روتے "نہیں، اللہ کا واسطہ ہے مجھے گھر چھوڑ دیں۔۔ امی۔۔ حمزہ حمزہ" ہوئے چلانے لگی تھی۔۔ اُسی وقت دانیال کا فون بجا تھا۔۔ اسکرین پر چمکتے نمبر کو دیکھ کر جہاں عشاء کے دل نے اس وقت شدت سے اُس کے یہاں آنے کی تمنا کی تھی وہیں دانیال کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔۔

۔۔ موبائل ہاتھ میں لیے وہ اُسے دو چار گالیوں سے نواز کر کال "ایک تو یہ کمینہ تیرا باڈی گارڈ بنا پھرتا ہے" کاٹ چکا تھا۔۔ عشاء کا دل ڈوبا تھا۔۔

۔۔ وہ اُس "تیرے تو خمرے میں ختم کرتا ہوں آج رات، تمہیں کیا لگتا ہے وہ کمینہ تمہیں بچانے آئے گا" کے بال اپنی مٹھی میں لیتا بولا تھا پھر جھٹکے سے اُسے چھوڑا تھا۔۔ وہ گاڑی کے دروازے سے لگی تھی۔۔

۔۔ احساس توہین، کچھ بالوں کی تکلیف، اس کی روح اور دل درد میں ڈوبے تھے، وہ کراہ کر رہ گئی "آہ" تھی۔۔

میں آپ کی گرل فرینڈ نہیں ہوں نہ ہی زر خرید غلام۔۔ جس کو ایک رات کے لیے چند پیسوں سے خریدا "۔۔ وہ اُس کے آگے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ "جاتا ہے۔۔ اللہ کا واسطہ ہے مجھے میری ہی نظروں میں نہ گرائیں کر بولی۔۔ وہ اُس کے دونوں ہاتھ تھام گیا تھا۔۔

یار عشاء، دیکھو تم تو خوش قسمت ہو تم میری گرل فرینڈ نہیں ہو، لیکن ہم گرل فرینڈ بائے فرینڈ کی زندگی "انجوائے کر سکتے ہیں وہ بھی بغیر گناہ کے، سمجھو یار، ہم اچھا سا وقت گزاریں گے جب جب ہمارا دل چاہے گا



کبھی فون پر کبھی میرے دوست کے فلیٹ پر۔۔ اُفف۔۔ سوچو۔۔ رخصتی کے بعد تو سارا چارم ہی ختم ہو جاتا ہے۔۔ میں ابھی لائف انجوائے کرنا چاہتا ہوں، اتنا بیوقوف نہیں جو بیوی کو لا کر اپنے سر پر بٹھالوں ابھی سے۔۔ وہ اُسے سُسنرے خواب دکھاتا آخر میں حقارت سے بولا تھا۔۔ عشاء کو "اور اپنی آزادی کی واٹ لگوالوں اس لمحے اس شخص سے گھن آئی تھی۔۔ اپنے اور سامنے بیٹھے شخص کے مابین رشتے پر افسوس ہوا تھا۔۔

۔۔ وہ اُسے کہنی سے پکڑتا اپنی طرف کھینچ کر بولا۔۔ ڈرپوک سے عشاء "اب چک چک بند کرو اور ادھر آؤ" وسیم میں انجانی قوت بھر گئی ہو اس سے جیسے۔۔

خبردار جو مجھے ہاتھ لگایا تو!! بیوی ہوں آپ کی، حق رکھتے ہیں آپ مجھ پر، سب مانتی ہوں، لیکن اس کا مطلب یہ تو ہر گز بھی نہیں ہے کہ آپ یوں سُنسان سڑکوں پر مجھے ذلیل کریں۔۔ آپ جیسے مرد بیوی کے مقدس رشتے میں بھی ایک عورت ہی دیکھتے ہیں بس، اُن کی زندگی میں بیوی کی حیثیت بس اتنی ہے کہ ضرورت کے وقت استعمال کیا جائے اور پھر اپنی ہی شرعی بیوی کو دھتکار دیا جائے، گھر آئیں کل، امی سے۔۔ وہ اُنکی اُٹھا "رخصتی کی بات کریں، میری بات یاد رکھیے گا، خود کو یوں پامال تو میں بھی نہیں ہونے دوں گی کی بھری شیرنی کی مانند دھاڑی تھی۔۔ انسو تو اتر سے گالوں کو بھگور ہے تھے۔۔ دانیال صادق دانت دانتوں پر جمائے اُس کو دیکھ رہا تھا۔۔

۔۔ دانیال کے اندر۔۔ "ٹھیک ہے آج جا کر دکھاؤ تم اپنے گھر مکمل میری ہوئے بغیر" کیا کر لو گی۔۔؟؟" جیسے شیطان سما یا تھا اب۔۔ اُس نے عشاء کے مُنہ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

۔۔ تبھی گاڑی میں ٹارچ کی روشنی کے ساتھ کرخ آواز گونجی تھی۔۔ وہ ہڑبڑا کر "کیا ہو رہا ہے یہ۔۔؟؟" پیچھے ہٹا تھا۔۔ خوف سے عشاء کا دم نکلنے کو تھا۔۔

-- پولیس کی وردی میں "باہر آہیرو، یہ تم عاشقوں کو گاڑی اور سڑک ہی ملتی ہے رو مینس کرنے کے لیے"  
ملبوس حوالدار نے دانیال کے پیچھے عشاء کو تولتی نظروں سے دیکھا تھا وہ تھر تھر کانپتی خود میں سمٹی تھی۔  
دانیال باہر نکلا تھا

-- وہ اُس کی مٹھی میں پانچ ہزار کانوٹ دباتا بولا۔ "سربوی ہے میری، ناراض ہے تھوڑی سی، منارہا تھا"  
-- وہ "بابا بابا۔ تو اپنے کمرے میں ایک دوسرے کو منایا کرو ناں، کیوں ہم جیسے لوگوں کو تکلیف دیتے ہو"  
نوٹ پر نظر ڈالتے خباثت سے مسکرایا تھا۔ دانیال واپس گاڑی میں بیٹھا تھا۔  
-- وہ اُس پر "بال بال بچ گئے ورنہ تمہارے رونے کی منحوسیت سے آج کی رات جیل میں خوار ہونا پڑتا"  
ایک قہر زدہ نظر ڈالتا بولا۔ عشاء اُس سے بیٹھی رہی تھی۔

امین صاحب وکیل تھے۔ وہ اُن ہی کی بھتیجی کے ساتھ سُنسان سڑک پر زبردستی کرتے ہوئے اندر جاتا تو بُرا  
پھنستا۔ یہ سچ تھا کہ عشاء و سیم اُس کی بیوی تھی پر عشاء ضرور اُس کے خلاف ہی بیان دیتی۔ دانیال کی  
ساری طراری جھاگ کی طرح بیٹھی تھی۔

.....  
<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

-- وہ اُس کے گھر کے گیٹ کے باہر گاڑی روکتا بولا۔ وہ "عشاء اپنا روپیہ بدلو میں تمہیں وارن کر رہا ہوں"  
کچھ کہے بغیر خاموشی سے گاڑی سے اُتری تھی۔ تبھی کسی نے گھر کا گیٹ کھولا تھا۔ دانیال رُکے بغیر گاڑی  
دوڑا کر لے گیا تھا۔ حمزہ نے باہر آ کر دور جاتی گاڑی کو ایک نظر دیکھ کر پھر اُسے دیکھا تھا۔ جو اُسے بالکل  
نظر انداز کیے مرے مرے قدموں سے ایسے اندر داخل ہوئی تھی جیسے وہ وہاں تھا ہی نہیں۔

-- وہ گیٹ بند کرتا اُسے پیچھے سے آواز دے گیا۔۔ بکھرے بال، کندھے پر پڑا ڈوپٹہ ایک "عشاء۔۔ عشو" طرف سے زمین پر جھاڑو دے رہا تھا۔ وہ ہمیشہ خود کو ڈوپٹے سے اچھی طرح ڈھانپ کر باہر نکلتی تھی۔۔ کسی انہونی کے خیال نے حمزہ کے دل جکڑا تھا اس پل جیسے۔۔

-- وہ اُس کے سامنے آکر پوچھ رہا تھا۔۔ عشاء نے آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھا تھا۔ وہ "عشاء کیا ہوا ہے؟؟؟" ویران آنکھیں اُسے ٹھٹھکا گئی تھیں۔۔

-- حمزہ کو اُس کی آنکھوں سے وحشت ہوئی تھی۔۔ "عشو بولو۔۔ کیا کیا ہے دانیال نے۔۔؟؟" -- اب کے اُس نے اُسے دونوں شانوں سے تھام کر جھنجھوڑا تھا۔۔ عشاء کی "عشو۔۔ بولو۔۔ کچھ تو بولو۔۔" آنکھیں پانیوں سے بھری تھیں۔۔

-- وہ بمشکل بولتی اُس کے سینے پر اپنی پیشانی ٹکا کر پھوٹ پھوٹ "حم۔۔ زہ۔۔ میرا دل، میرا مان ٹوٹ گیا" کر رہی تھی۔۔

حمزہ کی آنکھوں میں خون اُتر آیا تھا، دانت پر دانت جمائے اُس نے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔ عشاء کی ایسی ٹوٹی پھوٹی حالت، اُس پر اُس کا روناعصے کی ساتھ ساتھ اذیت کی لہر اُس کے وجود میں سرایت کر گئی تھی۔۔

-- حمزہ نے جملہ ادھورا چھوڑ کر دانتوں سے اپنا نچلے لب زور سے دبایا "عشاء اُس نے تمہارے ساتھ۔۔" تھا۔۔ لیکن وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتی اُس کے بازوؤں میں جھول گئی تھی۔۔

-- وہ حد درجہ مشکل میں پھنسا تھا۔۔ اندر وہ اُسے اس حالت میں لے کر جا نہیں سکتا تھا۔۔ "عش۔۔ عشاء" اُسے بازو میں سنبھالے حمزہ نے ادھر ادھر دیکھا تھا۔۔ سامنے امین صاحب کی گاڑی کھڑی تھی۔۔ اُن کے آدھے سے زیادہ ڈاکیومنٹس گاڑی میں پڑے ہونے کے باعث وہ گاڑی لاک نہیں کرتے تھے۔۔ اُس نے

اُسے گود میں اٹھا کر گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بٹھایا تھا۔ گاڑی کی سیٹ کو تھوڑا سا پیچھے کر کے حمزہ نے اُسے دھیرے سے پکارتے ہوئے اُس کے گال تھپتھپائے تھے۔

۔۔ اُس کا بے سُددہ وجود حمزہ کی جان نکالے دے رہا تھا۔ اُس پر یاسمین کے "عشو۔۔ عشاء آنکھیں کھولو" آجانے کا ڈر۔

اچانک اُس کی نظر پاس پڑے پانی کے پائپ پر پڑی تھی ایک ہاتھ سے پائپ کو اٹھا کر اُس نے دوسرے ہاتھ کو پیالے کی شکل میں اُس کے نیچے رکھا تھا۔ پائپ میں بچا پانی اُس کے ہاتھ کے پیالے میں جمع ہوا تھا۔ اُس نے عشاء کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے تھے۔

۔۔ اُس کی پلکوں میں جُنُبش ہوئی تھی۔ اُس کے دوبارہ پانی پھینکنے پر عشاء نے "عشاء آنکھیں کھولو" دھیرے دھیرے آنکھیں کھولی تھیں۔ وہ اُس کے پاس نیچے اکڑوں بیٹھ گیا

۔۔ وہ اس سمے اُس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ پایا "عشو۔۔ کیا اُس نے تمہارے ساتھ کچھ غلط کیا ہے۔؟؟" تھا۔

میرے جسم کو پامال نہیں کر پایا وہ شخص۔۔ وہ شخص جسے اللہ نے میرا محافظ بنایا ہے، حمزہ اُس نے میری "۔۔ وہ اُس کی آنکھوں "روح پامال کر دی۔۔ میرا دل ایسے توڑا ہے کہ لگتا ہے یہ اب جڑے گا ہی نہیں کبھی میں دیکھتی بولتی گئی تھی۔۔ حمزہ نے اُس پل اُس رب کا شکر ادا کیا تھا۔ عشاء کی پہلی بات نے اُسے سکون بخشا تھا۔

کیا کیا ہے اُس نے عشو۔۔؟؟۔۔ تم مجھ پر اعتبار کر سکتی ہو۔۔ حمزہ امین کبھی بھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑے "۔۔ اُس آنکھوں میں اعتبار، بھروسہ اپنے لیے عزّت، محبت دیکھ کر وہ سسکی تھی۔ "گاچا ہے تو آزمالینا

وہ بہت دنوں سے مجھ سے عجیب باتیں کر رہے تھے، پھر جب کبھی سامنے آتے۔۔ میں روکتی، منع کرتی، تو "وہ غصہ ہوتے ہیں۔۔ آہستہ آہستہ اُن کی ڈیمانڈز بڑھتی جا رہی تھیں۔۔ میں اتنے دنوں سے اُن سے کہہ رہی۔۔ وہ بولتے بولتے رو دی تھی۔۔ وہ لب بھینچے سُنے گیا۔۔ "ہوں رخصتی۔۔"

۔۔ وہ بے تحاشہ روتے روتے اب تک کی "آج اُنہوں نے مجھے اپنے دوست کے فلیٹ لے جانا چاہا تھا۔۔" ساری باتیں، دانیال کا سارا رویہ سب بتاتی گئی۔۔ حمزہ نے نجانے کیسے خود پر ضبط کیا تھا۔۔

۔۔ وہ اُسے "میں کل پاپا اور چھوٹی امی سے بات کروں گا، اس وقت تم اُٹھو اندر اپنے کمرے میں آرام کرو" ہاتھ سے پکڑ کر اُٹھاتا بولا۔۔

پھر اُسے اُس کے کمرے میں لے آیا تھا، مومنہ نے اُسے دیکھ کر جذباتی انداز میں کچھ بولنا چاہا تھا۔۔ حمزہ نے آنکھ کے اشارے سے اُسے منع کیا تھا۔۔

۔۔ وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں مومنہ کو کچھ بھی پوچھنے سے باز "مومی اسے چیخ کر واؤ، میں ابھی آتا ہوں" رکھتا کمرے سے نکلا تھا۔۔ پانچ منٹ بعد واپس آیا تو وہ چیخ کیے بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔ مومنہ اُس کے کپڑے ہینگ کر رہی تھی۔۔ حمزہ نے اپنی ہتھیلی اُس کے آگے کی تھی جس پر سُکون آور ٹیبلٹ پڑی تھی۔۔ عشاء نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا تھا۔۔ مومنہ اُبھی تھی۔۔ عشاء کی غائب دماغی، بکھرا بکھرا انداز اُس کا دل دہلا رہے تھے۔۔

۔۔ اُس کی آنکھیں پل میں بھیگی تھیں "یہ لو شہاباش۔۔ کوئی سوال نہیں۔۔ مجھ پر بھروسہ ہے ناں۔۔؟؟" اثبات میں سر ہلاتی اُس کی ہتھیلی سے اُس نے ٹیبلٹ اُٹھا کر مُنہ میں رکھی تھی۔۔ حمزہ نے گلاس اُس کے لبوں سے لگایا تھا۔۔



-- حمزہ نے اپنے ہاتھوں سے اُس "سو جاؤ اب تم۔۔ کچھ نہیں سوچو۔۔ ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا" کے آنسو صاف کیے تھے۔۔ عشاء نے نڈھال ہو کر سرتکے سے لگایا تھا۔۔ پاس پڑا بلینکٹ کھول کر اُسے اوڑھاتا وہ جانے کو مڑا تھا جب وہ بے اختیار اُس کا ہاتھ تھام گئی تھی۔۔ وہ پلٹا تھا۔۔ وہ بھیگی نیم وا آنکھوں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

-- وہ دھیرے سے بولی تھی۔۔ اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ سے نکالتا وہ اُس کے پاس "تم بہت اچھے۔۔ ہو۔۔" جھکا تھا۔۔

-- وہ اُس کے سر کو تھپکتا مسکرایا تھا۔۔ "اور تم مجھ سے بھی زیادہ اچھی ہو" بولتے بولتے اُس نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔ اُس کی بات "وہ تمہا۔۔ رے۔۔ جیسا۔۔ کیوں۔۔ نہیں" حمزہ کو ساکت کر گئی تھی۔۔ کچھ پل اُس کے چہرے کو دیکھتا وہ اچانک پلٹ کر باہر نکلا تھا۔۔

-- مومنہ کی آواز پر اُس کے قدم رُکے تھے۔۔ لیکن وہ پلٹا "بھائی۔۔ کیا دانیال بھائی نے اس کے ساتھ۔۔" نہیں تھا۔۔

-- وہ "سب ٹھیک ہے مومی، اُس سے کچھ بھی مت پوچھنا پلیز۔۔ اللہ نے ہماری عشو کی حفاظت کی ہے" مڑے بغیر کہتا لاونچ کا دروازہ پار کر کے لان کی طرف بڑھا تھا۔۔

-- ایک کے بعد ایک سگریٹ ختم کرتا وہ "نہیں دانیال صادق۔۔ ایسے تو میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا" سوچ رہا تھا۔۔ سگریٹ کی طرح وہ بھی اندر سے سلگ رہا تھا۔۔

.....

صبح وہ سویا ہی فجر کی نماز پڑھ کر تھا۔

دیر سے سویا تھا تو آنکھ بھی دیر سے ہی کھلی تھی۔

دس بج رہے تھے۔ اُسے اپنا سر بھاری ہوتا محسوس ہوا تھا۔ وہ چائے کی طلب میں باہر آیا تھا۔ گھر میں خاموشی سی تھی۔ وہ یاسمین کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ وہ دروازے پر آکا تھا

۔۔ "امی آپ خالہ سے بات کریں ناں رخصتی کی۔۔ مجھ سے نہیں ہوتا اب برداشت۔۔ اُن کی ایسی باتیں" وہ اُن کی گود میں سر رکھے روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

میری بچی۔۔ کچھ دن پہلے زرینہ نے کہا تھا مجھ سے رخصتی کا، پھر خود ہی فون کر کے کہا کہ دانیال ابھی۔۔ ماں تھیں بیٹی کی ادھی ادھوری بات کو سمجھتے ہوئے اُن کا دل کٹا تھا۔ "رخصتی کے حق میں نہیں ہے

۔۔ اُس کی آواز میں ڈر تھا۔ حمزہ نے اپنی مٹھیاں بھینچی "پھر۔۔ پھر میں اُن سے نہیں ملوں گی اب۔۔" تھیں۔۔

ام۔۔ امی عینی پر لگ۔۔ پریگنٹ ہے۔۔ امی اُس کے شوہر نے اپنے بچے کو اپنانے سے انکار کر دیا ہے۔۔ وہ

کہتا ہے اب۔۔ ابورشن کرواؤ پھر رخصتی کرواؤں گا۔۔ مجھے بابا کی، حمزہ کی، بھائی کی عزت بہت عزیز ہے۔۔

۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔ اُس کی بات پر حمزہ ساکت رہ گیا "آپ خالہ سے بات کریں ناں امی۔۔" تھا۔۔ وہ تو اُس کو اب تک لا پرواہ سمجھتا تھا پر وہ تو سب کی پرواہ کرنے والی گہری نکلی۔۔

میں آج بھائی صاحب سے بات کرتی ہوں، تم پریشان نہیں ہو، تم اب ہاتھ منہ دھو کر آؤ۔۔ میں حمزہ کو بھی "اُس کی پیشانی چوم کر بولی تھیں۔۔ وہ بے اختیار پیچھے ہوا۔۔ وہ "دیکھو، اتنی دیر تو کبھی نہیں سوتا وہ۔۔

تھا۔۔ یا سمین بظاہر سکون سے بولی تھیں۔۔ پر عشاء کے آنسو اُن کے اندر قیامت مچا گئے تھے۔۔ وہ اپنے آنسو پونچ کر اٹھی تھیں۔۔

.....

۔۔ یا سمین نے بہن سے سنجیدگی سے بات کرنے کا "زرینہ میں چاہتی ہوں اب عشاء کی رخصتی ہو جائے" سوچا تھا۔۔ عشاء کا کئی دن سے پریشان رہنا۔۔ صبح اُس کا یوں رونا، اُس پر عینی کی معاملہ اُن کا دل دہلا گئے تھے۔۔ اُن کی حساس بیٹی نکاح کے بعد گم سم ہوتی جا رہی تھی۔۔

چاہتی تو میں بھی یہی ہوں یا سمین پر یہ دانیال پتا نہیں کیا سوچے ہوئے ہے۔۔ میری تو کچھ سمجھ نہیں آرہی "۔۔ اس لڑکے کی۔۔ ابھی لاہور گیا ہے آفیس کے کام سے دو تین دنوں میں آتا ہے تو میں بات کرتی ہوں زرینہ نے بھی تفصیلی جواب دیا تھا۔۔

بھائی صاحب بھی کہہ رہے تھے۔۔ ایک بیٹی رخصت کریں خیر سے تو دوسری کا سوچیں، تم بات کرو "۔۔ اُن کی بات پر زرینہ نے اُن سے دو دن کا وقت لیا تھا کہ دانیال سے پوچھ کر بتائیں گی۔۔ حمزہ "دانیال سے نے اُن کی ساری گفتگو سنی تھی۔۔

۔۔ وہ سوچتا ہوا آفیس کے لیے تیار ہونے گیا "چلو دانیال صاحب تمہارے جواب کا انتظار کرتا ہوں میں" تھا۔۔ آج وہ لیٹ ہو گیا تھا پر جاننا ضروری تھا۔۔

انہوں نے گھر جا کر دانیال سے فون پر بات کی تھی۔۔ وہ تو ہتھے سے ہی اکھڑا تھا۔۔

۔۔ وہ کہہ کر فون رکھ چکا تھا۔۔ "امی آپ اُن کو دو ٹوک کہہ دیں ابھی میرا کوئی ارادہ نہیں ہے رخصتی کا"

تو عشاء بی بی تم کیا سمجھتی ہو، اپنے ماں باپ کو بیچ میں لاؤ گی تو میں تمہیں رخصت کروا کر گھر لے آؤں گا۔"

-- اُس کا پورا وجود کل رات "دانیال صادق پہلے تم سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لے گا۔ پھر سوچے گا رخصتی کا سے شعلوں میں گھرا تھا اور یہ آگ تو عشاء کے وجود سے ہی ٹھنڈی کرنے کا سوچے ہوئے تھا دانیال صادق۔"

.....

دو دن سکون سے گزرے تھے۔ تیسرے دن وہ کالج آئی تھی۔ عینی کا شوہر مان گیا تھا۔ ایک ہفتے بعد اُس کی رخصتی تھی۔ وہ بے اختیار شکر کا کلمہ پڑھ گئی تھی۔

-- فاطمہ کی بات پر اُس نے اپنا سر جھکا یا تھا۔ شام کو "تم اچھا کرتی ہو عشاء کہ دانیال بھائی سے نہیں ملتی" زرینہ حاضر تھیں۔

تم ہی سمجھو یا سمین، کون سا عشاء بوڑھی ہو رہی ہے، گھر کی ہی بات ہے۔ چھ سات مہینوں میں ہو جائے"

-- زرینہ نے بہن کو سمجھانا چاہا تھا۔ "گی رخصتی بھی، تب تک تم لوگ مومنہ کا رشتہ دیکھ لو آرام سے یا سمین نے گہرا سانس لیا، کیا بولتیں وہ، ایک طرف داماد تھا، اور دوسری طرف جان سے پیاری بیٹی تھی۔"

جو دن بدن گرم سُم ہوتی جا رہی تھی۔ جس کی خاموشی اُن کے اندر شور مچا رہی تھی۔

.....

امین صاحب نے یا سمین کو تسلی دی تھی کہ دانیال گھر کا بچہ ہے، وقت مانگ رہا ہے کچھ مہینے دے دیتے ہیں کوئی ہرج نہیں ہے۔

نجانے کیوں وہ اُن سے کچھ کہہ نہ سکیں پر حمزہ امین نے دانیال سے حتمی بات کرنے کا سوچ لیا تھا۔  
 مومنہ کے لیے اُن کے دوست عابد نعیم نے اپنے بیٹے فہیم کے لیے بات کی تھی۔۔۔ ویسے بھی دونوں  
 گھرانوں کا پُرانا ساتھ تھا۔۔۔ رسمی بات چیت کے بعد رشتہ پکا ہوا تھا۔۔  
 فہد کو چار ماہ بعد آنا تھا، شادی کی تاریخ بھی چار ماہ بعد ہی کی رکھی گئی تھی۔۔

.....

رات کے آٹھ بج رہے تھے، سب ہی گھر پر موجود تھے۔۔ حمزہ اور امین صاحب اپنے کمرے میں تھے۔۔  
 یاسمین اپنے کمرے میں فون پر مصروف تھیں۔۔ وہ دونوں لاؤنج میں ٹی وی کے آگے بیٹھی تھیں۔۔  
 دس دنوں سے دانیال کی طرف سے مکمل خاموشی تھی۔۔ وہ بھی اب سنبھلنے لگی تھی۔۔

۔۔ وہ ٹی وی پر فیشن موڈل کی طرف اشارہ کرتی بولی۔۔ "مومی تمہاری رخصتی پر میں گرراپہنوں گی"  
 ۔۔ مومنہ نے اُسے "ایک کام کرنا اپنی شادی کا ہی پہن لینا، تب تک تو تمہاری رخصتی ہو بھی چکی ہو گی"  
 چھیڑا تھا۔۔ اُس نے مومنہ کے بازو پر چٹکی کاٹی تھی۔۔

۔۔ مومنہ نے اپنا بازو سہلاتے اُسے "بیٹا رخصتی کی بات پر سب کے ہی دل کی حالت بُری ہونے لگتی ہے"  
 مزید چھیڑا تھا۔۔

اُس کی بات پر عشاء کا دل دھڑکا تھا پر وجہ یہ نہیں تھیں کہ عشاء و سیم کو دانیال صادق سے محبت تھی۔۔ سچ تو  
 یہ تھا کہ دانیال صادق نے عشاء و سیم کو کبھی خود سے محبت کروائی ہی نہیں تھی۔۔ وجہ یہ بھی نہیں تھی کہ  
 رخصتی کی بات پر ہر لڑکی کا دل انوکھی لے پر دھڑکتا ہے۔۔ وجہ تھا دانیال صادق کا موڈ، اُس کے تیور اور اب



تو وہ اُس کے بڑھے ہوئے جذبوں کو جھٹکتے ہوئے اُس کی غیرت کو جگائی تھی۔۔ عشاء و سیم کا دل رخصتی کی بات پر دانیال صادق کی محبت میں نہیں اُس کے خوف سے دھڑکا تھا۔۔

۔۔ وہ کیوں پیچھے رہتی۔۔ تبھی بیل بجی "اصل بات کہو ناں، تمہیں فہیم بھائی کے پاس جانے کی جلدی ہے" تھی۔۔

۔۔ عشاء نے کہہ کر اپنے چہرے پر پاس رکھا کالا کپڑا رکھا تھا۔۔ "کل میں نے کھولا تھا"

وہ ایک دم ٹھٹھکی تھی۔۔ جانی پہچانی۔۔ دل کے تاروں کو چھیڑتی ہوئی، روح میں اُترتی خوشبو۔۔ اُس نے جھٹ سے اپنے چہرے سے وہ چیز ہٹائی تھی۔۔ وہ حمزہ کا کوٹ تھا جو وہ آج آفیس پہن کر گیا تھا۔۔

عشاء و سیم پر اچانک انکشاف ہوا تھا کہ اُس خوشبو کے حصار میں اُس نے ہمیشہ خود کو محفوظ محسوس کیا تھا۔۔

۔۔ مومنہ کی آواز پر وہ بے طرح ٹھٹھکی تھی۔۔ نظریں "جی دانیال بھائی بابا اور بھائی گھر پر ہی ہیں"

دروازے پر اُٹھی تھیں جہاں وہ داخل ہو رہا تھا، چہرہ سپاٹ تھا۔۔ عشاء کا دل دھڑکا تھا۔۔

۔۔ وہ اُس کے سامنے "عشاء تمہارے پاس صرف دس منٹ ہیں، تیار ہو جاؤ ہم لوگ ڈنر پر جا رہے ہیں"

صوفے پر بیٹھا ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے نخوت سے بولتا اُس کا دل دہلا گیا تھا۔۔

۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی پیچھے سے حمزہ کی از حد سنجیدہ آواز پر وہ ایک دم "عشاء کہیں نہیں جائے گی"

کھڑی ہوئی تھی۔۔ کوٹ اُس کے ہاتھ میں ہی تھا۔۔

۔۔ دانیال ایک دم کھڑے ہو کر ابرو اچکا کر طنز سے "ایکسیکوزمی!"۔۔ میں اپنی بیوی سے بات کر رہا ہوں"

بولتا تھا۔۔ مومنہ اور عشاء دونوں کی حالت غیر ہوئی تھی اس سے۔۔

-- وہ مضبوط لہجے میں بولا "عشاء اس گھر کی بیٹی ہے، ہماری عزت ہے"

ویل آپ لوگ اپنے گھر کی بیٹی کے تمام حقوق مجھے یعنی دانیال صادق کو سونپ چکے ہیں، جہاں چاہے لے"  
-- وہ ناگواری سے "جاؤں اپنی بیوی کو، جو چاہے کروں اس کے ساتھ، تم کون ہوتے ہونچ میں بولنے والے  
بولا تھا۔ اُس کی بات پر حمزہ نے دانت پر دانت جمائے تھے۔ جبکہ اُس کی آنکھوں میں تیزی سے نمکین  
پانی جمع ہوا تھا۔

بھول ہے تمہاری کہ تم جو چاہے کرو گے اس کے ساتھ اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہو گا۔ لاوارث نہیں ہے"  
یہ، تمہاری اُس دن کی گھٹیا حرکت کو برداشت کر گیا میں، یہ مت سمجھنا کہ تم اس کے شوہر ہونے کے  
-- عشاء "ناٹے اسے بے عزت کرنے کا حق رکھتے ہو۔ تمیز سے آؤ اور اپنی بیوی کو رخصت کروا کر لے جاؤ  
کی ٹانگوں نے مزید اُس کا بوجھ سہنے سے انکار کیا تھا جیسے۔۔۔ پروہ ہمت جمع کر کے کھڑی رہی پھر بھی۔۔

کون روکے گا مجھے تم۔۔۔؟؟ اور میری مرضی میں اس کو رخصت کرواؤں یا ساری زندگی اپنے نام پر بٹھا"  
-- وہ طنزیہ ہنستا کروفر سے بولا تھا، اُس کی گھٹیا بات پر حمزہ نے خود ضبط کیا تھا۔ "کر رکھوں  
دُنیا کی کوئی عدالت مجھے میری بیوی سے اپنا شرعی حق لینے سے نہیں روک سکتی۔۔۔ میں جب چاہوں اسے"  
-- وہ بد تہذیبی سے بولا تھا۔ "لے جاؤں، کچھ بھی کروں۔۔۔ تم یا تمہارا باپ کوئی بھی مجھے نہیں روک سکتا  
عشاء نے اپنی قسمت پر ماتم کیا تھا اس سے۔۔

-- وہ طیش میں آگے بڑھا تھا۔ مومنہ نے اپنے دونوں ہاتھ مُنہ پر رکھے "تمیز سے بات کرو دانیال"  
تھے۔۔

-- امین صاحب کی دھاڑ پر وہ اپنے آپ پر قابو پا کر وہیں رُکا تھا۔ شور کی آواز سُن "کیا ہو رہا ہے یہ۔۔؟؟"

کریا سمین بھی اپنے کمرے سے باہر آئی تھیں

-- وہ حمزہ کی طرف اشارہ کر کے اُن سے بولا "یہ آپ کا بیٹا مجھے میری جائز بیوی سے ملنے سے روک رہا ہے"

تھا۔۔

-- وہ اپنی بات پر قائم تھا۔۔ "اپنی جائز بیوی کو جائز عزّت دار طریقے سے آکر لے جاؤ"

-- وہ آگے بڑھ کر بولے تھے۔۔ وہ دونوں "حمزہ تم خاموش رہو اور دانیال تم بیٹھ جاؤ آرام سے بات کرو"

ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے وہیں جے رہے تھے۔۔ جبکہ عشاء و سیم اُس کے کوٹ کو سخت گرفت میں تھامے وہیں سر جھکائے بُت بنی کھڑی تھی۔۔

-- وہ ہنوز حمزہ کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تھا۔۔ "بیٹھنے نہیں آیا ہوں عشاء کو لینے آیا ہوں ڈنر کے لیے"

-- وہ بھی اُس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا، لہجہ ضدی تھا۔۔ "عشاء کہیں نہیں جائے گی"

-- امین صاحب نے تنبیہی انداز میں اُسے روکا تھا۔۔ "حمزہ"

تم روکو گے مجھے۔۔؟؟۔۔ اُٹھو عشاء سُنائی نہیں دے رہا تمہیں۔۔؟؟۔۔ دو گھنٹوں میں چھوڑ جاؤں گا"

-- اِس کی ہٹ دھرمی پر حمزہ کا دل کیا اُس کا مُنہ توڑ دے۔۔ مارے خوف کے وہ ایک قدم پیچھے ہوئی "اِسے تھی۔۔

-- اُس سے پہلے کہ وہ بات پوری کرتا یا سمین نے آگے آکر اُس کا بازو تھاما تھا۔۔ "لے جا کر دکھاؤ اِسے تم"

تم ہوتے کون ہو۔۔؟؟۔۔ مجھ سے زیادہ سکے ہو تم اس کے۔۔؟؟۔۔ ابھی لے جاؤں گا، اپنا حق بھی لوں "

۔۔ دانیال ایک قدم آگے آکر بولا۔۔ اُس کی "گا، رخصتی بھی نہیں کرواؤں گا۔۔ کر لو جو کرنا ہے تم نے گھٹیا بات پر حمزہ طیش میں آگے بڑھا تھا

۔۔ امین صاحب زور سے بولے تھے۔۔ دانیال کی "تم دونوں کو میری بات سمجھ نہیں آرہی۔۔؟؟"

بے باکی پر اُس کا دل شرم سے مرجانے کو چاہا تھا۔۔ وہ مُنہ پر ہاتھ رکھتی گھٹے گھٹے انداز سے رودی تھی۔۔

یا سمین نے اپنے دل کو سنبھالا تھا۔۔

۔۔ وہ اُس کے "اپنی زبان کو لگام دو دانیال! یہ کوئی گڑیا نہیں ہے کہ تم کچھ دیر بعد کھیل کر واپس کر جاؤ"

قریب جاؤ کا تھا۔۔

۔۔ کسی انہونی کے خیال سے یا سمین کا دل خوف میں مبتلا ہوا تھا۔۔ "حمزہ نہیں۔۔ خاموش ہو جاؤ"

۔۔ اُس کی بات پر حمزہ نے خود پر ضبط کھو کر اُس کا گریبان تھاما تھا۔۔ وہ پھٹی "بیوی اور ہوتی ہی کس لیے ہے"

پھٹی آنکھوں سے دونوں کو دیکھے گئی۔۔ امین صاحب اور یا سمین دونوں آگے بڑھے تھے۔۔

۔۔ یا سمین کا دل سوکھے پتے کی طرح لرزہ تھا۔۔ "حمزہ چھوڑو اسے"

۔۔ وہ اُس سے اپنا گریبان چھڑواتا سُرخ چہرے سے بولا تھا۔۔ "اپنے ہاتھوں کو قابو میں رکھو حمزہ امین"

اور تم اپنی زبان کو لگام دو۔۔ عشاء کوئی لاوارث نہیں ہے۔ یہ تو اب تم سوچنا بھی نہیں کہ ہم عشاء کو"

۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا۔۔ جب یا سمین دہل کر دونوں کے بیچ "تمہارے حوالے کریں گے"

میں آئی تھیں۔۔

-- اُنہوں نے حمزہ کو دھکا دیتے کہا تھا۔۔ "حمزہ نہیں۔۔ حمزہ چپ ہو جاؤ"

-- امین صاحب کے لہجے میں اب غصہ تھا۔۔ "حمزہ تم ابھی کے ابھی اپنے کمرے میں جاؤ"

ہونہہ! میں کون سا رخصتی کے لیے مراجار ہا ہوں۔۔ بیٹھی رہے گی یہ اب ساری زندگی میرے نام پر۔۔  
-- وہ حقارت بھری نظروں سے اُسے دیکھ کر بولا۔۔ اُس کی نظروں میں "کبھی برات لے کر نہیں آؤں گا  
حقارت محسوس کر کے مارے توہین کے عشاء نے اپنے آنکھیں بند کی تھیں۔۔

-- یاسمین نے دہل کر حمزہ کے ہونٹوں پر "بھول ہے یہ تمہاری۔۔ عدالت کے ذریعے خلع لیں گے ہم"  
ہاتھ رکھا تھا۔۔ عشاء کو لگا تھا اس پاس سب گول گول گھوم رہا ہے۔۔

-- امین صاحب نے زور سے کہا تھا۔۔ "حمزہ اپنی بکواس بند کرو"

-- وہ اُسے گھور کر بولا تھا۔۔ "نہیں بابا۔۔ اس جیسے کم ظرف اور گھٹیا انسان کو ہم اپنی عشو نہیں دیں گے"  
بات ہاتھوں سے نکلتی جا رہی تھی۔۔ یاسمین کا بس چلتا وہ حمزہ کو وہاں سے غائب کر دیتیں۔۔ وہ بے بس ماں  
کی طرح دونوں کا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔۔

-- اُس کی گھٹیا بات پر حمزہ امین نے دو قدم آگے "لگتا ہے تمہارا اپنا دل بے ایمان ہو رہا ہے میری بیوی پر"  
-- "تیری تو۔۔ تُو نے اس گھٹیا لڑکی کے لیے مجھ پر ہاتھ اٹھایا" بڑھ کر اُس کے منہ پر تھپڑ مارا تھا۔۔  
دانیال اُس پر پل پڑا تھا۔۔ عشاء نے اپنے سر کو تھاما تھا۔۔

-- "گھٹیا تو ہے، شرم آتی ہے مجھے کہ ہم نے تیرے ہاتھ میں عشاء کا ہاتھ دیا۔۔ تُو اس قابل ہی نہیں تھا"  
حمزہ دھاڑا تھا۔۔ امین صاحب نے آگے بڑھ کر دونوں کو الگ کیا تھا پھر مڑ حمزہ کے گال پر تھپڑ مارا تھا۔۔



-- وہ انگلی اٹھا کر حمزہ کی آنکھوں میں دیکھ کر بولے تھے۔ اُس نے بے یقینی سے باپ کو دیکھا "بس" تھا۔

-- وہ گال پر ہاتھ رکھے بڑبڑایا تھا۔ "بابا۔"

-- وہ چلائے تھے۔ "مزید کوئی بکواس نہیں حمزہ۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے"

-- وہ اُس کو دیکھ کر زور سے بولا تھا۔ "بابا یہ شخص عشو کے قابل نہیں ہے بابا"

تو تم بن جاؤ اس کے قابل۔۔ بول کیوں نہیں رہے نیت خراب ہو گئی ہے تیری اس پر۔۔ چھوڑ دیتا ہوں  
۔۔ وہ حقارت سے بولا تھا اُس کی بات پر یا سمین نے "میں اسے۔۔ ویسے بھی اب یہ میرے قابل نہیں رہی  
اپنا دل تھاما تھا۔۔ عشاء دھپ سے صوفے پر بیٹھی تھی۔۔ حمزہ کا جی چاہا وہ اُسے قتل ہی تو کر دے۔۔

دانیال بیٹا آرام سے بیٹھ کر بات کرتے ہیں بیٹا یہ نازک معاملات ہیں۔۔ میں حمزہ کی طرف سے تم سے "یا سمین اُس کے آگے ہاتھ جوڑ کر گڑ گڑائی تھیں۔۔ "معافی مانگتی ہوں"

آپ کیوں فکر کرتی ہیں خالہ آپ کو تو پلا پلا یاد ادا مل رہا ہے۔۔ لگتا ہے آپ کی بیٹی کا دل بھی اس پر آیا ہوا  
۔۔ وہ پھر گھٹیا پن پر اتر آیا تھا۔۔ عشاء نے سوئی جاگی کیفیت میں اُس کی بات سنی تھی۔۔ "ہے

۔۔ امین صاحب نے اُسے کڑے تیوروں سے گھورا تھا۔۔ "دانیال اب تم حد سے بڑھ رہے ہو"

حد پار تو آپ کے بیٹے نے کی ہے۔۔ احسان کرتا ہوں آپ کے بیٹے پر کیا یاد رکھے گا۔۔ چھوڑ دیتا ہوں اسے  
۔۔ وہ نفرت سے بولا تھا۔۔ "آپ کے بیٹے کے لیے

۔۔ یا سمین نے اُس کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔۔ "نہیں دانیال میری بیٹی معصوم ہے۔۔ یہ ظلم نہیں کرو"

-- امین صاحب "دانیال تم ابھی ہوش میں نہیں ہو جاؤ یہاں سے کل تمہاری ماں سے بات کریں گے"  
تیزی سے آگے بڑھے تھے۔

-- حمزہ نے آگے بڑھ کر اُن کے ہاتھ تھامے تھے۔ "چھوٹی امی، نہیں"

-- وہ حمزہ کو دیکھ کر بولا تھا۔ اُس کی "میری چیز کوئی جھوٹی کر لے تو میں اپنی چیز بھی چھوڑ دیتا ہوں خالہ"  
بات پر وہ پھر اُس پر پل پڑا تھا۔

-- یاسمین نے روتے ہوئے دہائی دی تھی۔ "حمزہ اللہ کا واسطہ چھوڑو اسے"

-- امین صاحب نے پیچھے سے آکر اُسے تھاما "حمزہ کیوں میرے سر میں خاک ڈلو رہے ہو اس عمر میں"  
تھا۔

میں دانیال صادق پورے ہوش ہو اس میں عشاء و سیم کو طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا"

-- وہ اپنا آپ جھڑا کر دھاڑا تھا۔ اُس کی بات پر پورے لاؤنچ میں موت کا سناٹا چھایا تھا۔ "ہوں"

یاسمین نیچے زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھیں۔ دانیال نے ایک تنفر بھری نظر ساکت کھڑے حمزہ پر ڈالی تھی پھر

نفرت اور حقارت سے سر کو جھٹکتے باہر نکل گیا تھا۔  
<https://www.facebook.com/Classicurdumaterial/>

-- امین "دفع ہو جاؤ۔۔ مر جاؤ۔۔ مجھے بے عزت کر دیا۔۔ حمزہ۔۔ میری معصوم بچی کا گھر توڑ دیا تم نے"

صاحب نے پے درپے اُس کے چہرے پر دو تین تھپڑ مارے تھے۔ وہ چپ چاپ سر جھائے کھڑا رہا تھا۔

وہ صوفے پر لڑھکی تھی

-- مومنہ کی آواز پر سب اُس کی طرف مُتوجہ ہوئے تھے۔۔ وہ اُس کی طرف بڑھا "عشاء۔۔ بابا۔۔ عشاء"

تھاجب امین صاحب بیچ میں آئے تھے۔۔

-- وہ "دفع ہو جاؤ میرے گھر سے ابھی اسی وقت نکل جاؤ یہاں سے۔۔ میں سمجھوں گا میرا ایک ہی بیٹا ہے"

روتے ہوئے بولے تھے۔۔ اُس کی اپنی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔ اُس نے اُن کے پیچھے گردن موڑ کر بھیگی آنکھوں سے اُسے دیکھا تھا وہ ہوش و خرد سے بیگانہ پڑی تھی۔۔

-- اُس نے اُس کی طرف اشارہ کر کے کچھ بولنا چاہا تھا۔۔ "بابا وہ"

-- اُنہوں نے ہاتھ اٹھا کر اُسے روکا تھا۔۔ "خبردار"

-- یاسمین نے دیوانہ وار اُس کے بے سدھ چہرے کو چوما تھا۔۔ "عشاء میری بیٹی آنکھیں کھولو"

-- وہ اُن کی مخالفت کی پرواہ کیے بغیر اُسے بازوؤں میں "بابا اس وقت مجھے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے"

اٹھاتا باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔

-- وہ چیخا تھا۔۔ سب اُس کے پیچھے بھاگے تھے۔۔ "مومی گاڑی کی چابی لاؤ جلدی"

<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

-- اُنہوں نے اپنے سر پر ہاتھ مارا تھا۔۔ "کیا کر آئے ہو دانیال"

تو بے غیرت بن جاتا۔۔؟۔۔ وہ کمینہ بڑی حمایت کر رہا تھا ناں اُس کی، اب کرے اُس طلاق یافتہ سے

-- وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر بولا۔۔ "شادی"

یہ سب تیری ڈھیل ہے بیوقوف عورت۔۔ منع کرتا تھا نہ سر چڑھا ایک ہی بیٹا ہے، ناک کٹوا دی ناں " تیرے اس لاڈلے نے، تیرے بیٹے کے جو کرتوت ہیں ناں، پتا نہیں کس طرح امین نے اپنی بھتیجی تیرے۔۔ صادق صاحب زرینہ پر بگڑے تھے۔۔ "اس نکمے بیٹے کو دی تھی

۔۔ وہ بد تمیزی سے بول کر اٹھا تھا۔۔ "مجال ہے جو اس گھر میں کبھی سکون کے دوپل نصیب ہو جائیں "

۔۔ وہ اب گاڑی میں بیٹھا ارشد سے بات کر رہا تھا۔۔ "یار وہ کامنی فری ہے کیا آج رات "

.....

۔۔ ڈاکٹر پیشہ ورانہ لہجے میں کہہ "دعا کریں انہیں ہوش آجائے، پشٹنٹ کے لیے یہ تین گھنٹے بہت اہم ہیں " کر آگے بڑھے تھے۔۔

۔۔ مومنہ نے انہیں بیچ پر بھٹایا تھا۔۔ "میری بچی "

وہ دور کھڑا خود پر جبر کیے ہوئے تھا۔۔

تو نے سچ میں اُسے اپنے ہاتھوں سے ہاسپٹل پہنچایا ہے حمزہ۔۔ زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے وہ " امین صاحب نے اُسے دھکا دیا تھا۔۔ "معصوم۔۔ مزید اپنی یہ منحوس شکل مت دکھاؤ ہمیں دفع ہو جاؤ

۔۔ وہ سامنے مومنہ کے کندھے پر سر رکھے بے تحاشہ "چھوٹی امی، بابا پلیز میں ایک بار چھوٹی امی سے۔۔۔ " بھیگے لہجے میں اُن کے آگے گڑ گڑایا تھا۔۔ روتی یا سمین کو دیکھ کر

مت بولو اُس کو اپنی ماں۔۔ شرم سے ڈوب مرو حمزہ۔۔ اس عورت نے اپنی بیٹی سے زیادہ تمہیں پیار دیا اور "۔۔ امین صاحب کے الفاظ جہاں حمزہ کا دل چیر رہے تھے، "تم نے اسی کی بیٹی کو موت کے دہانے پر پہنچا دیا وہیں یا سمین دل پر ضبط کیے اُس کی طرف سے منہ موڑے بیٹھی رہی تھیں۔۔

۔۔ ممتا مجبور کر رہی تھی کہ اُس کے مضبوط بازوؤں میں سر دیئے وہ رو "بابا ایک بار میں چھوٹی امی۔۔ دیں۔۔ لیکن پتا نہیں کیوں وہ اُس سے زیادہ خود کو سزا دینے پر تلی ہوئی تھیں۔۔

۔۔ وہ نفی میں "کوئی تعلق نہیں ہے تمہارا ہم سے، دفع ہو جاؤ، آئندہ کبھی زندگی میں اپنی شکل نہیں دکھانا" سر ہلاتا امید سے یا سمین کو دیکھنے لگا مگر وہ پتھر بنی بیٹھی رہیں۔۔

۔۔ اُس نے آستین سے اپنا چہرہ صاف کر کے اپنے "جب تک اُسے ہوش نہیں آ جاتا میں کہیں نہیں جاؤں گا" قدم واپس موڑے تھا اب وہ رات سے کوریڈور کے آخر میں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا اُس کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہا تھا۔۔

.....  
support@classicurdumaterial.com

صبح سات بجے کہیں اُس کو ہوش آیا تھا۔۔ اُسے پرائیوٹ روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔ اُس نے عشاء سے ملنا چاہا تھا پر اس بار بھی امین صاحب نے اُسے ملنے نہیں دیا تھا۔۔ نہ ہی یا سمین آئی تھیں اُس سے ملنے۔۔ وہ بھیگی آنکھوں سے اُس کے کمرے پر الواعی نظر ڈالتا واپس پلٹا تھا۔۔ جب مومنہ بھاگتی ہوئی آئی تھی۔۔

۔۔ وہ اُس کا ہاتھ تھام کر بھیگی آنکھوں سے پوچھ رہی تھی۔۔ حمزہ کی "بھائی۔۔ اُس سے ملیں گے نہیں" آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔



-- اُس کی "مومی اُس سے بولنا وہ مجھے بہت عزیز ہے، اُس کے ساتھ بُرا کرنے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا" بات پر مومنہ نے بہتی آنکھوں سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

-- حمزہ نے اپنے "چھوٹی امی سے کہنا، اُن کا حمزہ اتنا بُرا نہیں ہے، وہ شخص ہماری عشو کے قابل نہیں تھا۔" حلق میں پھنسنے والے آنسوؤں کے گولے کو اپنے اندر کیا۔

-- "وہ میری شکل نہیں دیکھنا چاہتیں۔۔ نہیں دکھاؤں گا، خود کو اُن کا مجرم سمجھنے کا بوجھ لے کر جا رہا ہوں" اُس نے دو قدم پیچھے بڑھائے تھا۔

-- وہ اُس سے لیٹی رو دی تھی۔۔ حمزہ نے اُس کے بالوں پر اپنے لب رکھے "نن۔۔ نہیں بھائی مت جائیں" تھے۔۔

-- وہ "اُس کا اور چھوٹی امی کا خیال رکھنا۔۔ ہم پر چھوٹی امی کی بہت ساری محبتوں کا قرض ہے۔۔ اللہ حافظ" اُس کو خود سے ہٹاتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنی آنکھیں صاف کرتا چلا گیا تھا۔

.....  
support@classicurdumaterial.com

وہ چلا گیا تھا۔۔ مومنہ نے یاسمین کے سامنے ایک ایک بات دُہرائی تھی۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں۔۔

وہ گھر آگئی تھی۔۔ بالکل چُپ۔۔ مومنہ کھانا کھلا دیتی تو کھا لیتی۔۔ مومنہ ہی اُس کے سامنے باتیں کرتی، کبھی موڈ ہوتا تو ہوں ہاں میں جواب دے دیتی ورنہ ایسے ہی بیٹھی رہتی۔۔  
زیرینہ اسے اپنے ساتھ لپٹا کر رو دی تھیں۔۔

-- وہ جو سپاٹ چہرے کے ساتھ بیٹھی "میرا بیٹا بد نصیب ہے ایسی ہیرے جیسی بیٹی مجھے پھر کہاں ملنی ہے" تھی کہ ایک دم اُٹھ کر اندر چلی گئی تھی۔

-- فضا کی بکواس پر بھی وہ چُپ ہی "ہو نہہ! تمہیں جب حمزہ پسند تھا تو میرے بھائی کو دھوکا کیوں دیا تھا" رہی تھی۔

فہد کو جھٹٹی نہیں ملی تھی۔ وہ چار مہینوں بعد آ رہا تھا۔ اُس نے اتنی بار عشاء سے بات کرنی چاہی تھی، پر وہ نہ مانی۔

دن گزرتے رہے مومنہ نے دوبارہ کالج جانا شروع کیا تھا پر اُس کی ہمت نہیں ہوئی نہ اُس پر کسی نے دباؤ ڈالا تھا۔

حمزہ نے اپنا ٹرانسفر اسلام آباد نعمان کے آفیس میں کروا لیا تھا۔ ایک کمرے کا کرائے کا فیلڈ لے لیا تھا۔ جس کے لاؤنج کے ساتھ ہی چھوٹا تھا کچن تھا۔

.....  
www.classicurdumaterial.com  
support@classicurdumaterial.com

دو مہینے ہونے والے تھے اُسے گئے ہوئے۔ اُس نے پلٹ کر خبر نہیں لی تھی۔ دل کے ہاتھوں مجبور

یا سمین نے مومنہ کے فون پر اُس سے بات کرنی چاہی تھی پر اب وہ بات نہیں کر رہا تھا۔

فہد اُس سے مسلسل رابطے میں تھا۔

-- فہد نے اُسے سمجھایا "یار چھوٹی امی، کو کس بات کی سزا دے رہے ہو تم۔ ایک بار بات کر لو اُن سے حمزہ" تھا۔

نہیں فہد۔۔ کیا فائدہ وہ میری محبت میں مجھ سے بات تو کر لیں گی، پر میں رہوں گا تو اُن کی نظر میں اُن کی "۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی وہ شکوہ کر گیا تھا۔۔ "بیٹی کا مجرم ناں۔۔؟؟

وہ مجھے اپنی بیٹی کا مجرم سمجھتی ہیں تو ٹھیک ہے جب تک عشاء کی کہیں اور شادی نہیں ہو جاتی میں اُن کے "۔۔ فہد جانتا تھا وہ ضدی ہے۔۔ اُس کی انا کو بُری طریقے سے چوٹ پہنچائی گئی "سامنے ہر گز نہیں جاؤں گا تھی۔۔ سب ہی جانتے تھے کہ وہ عشاء کو شروع سے عزیز رکھتا ہے۔۔ بچپن میں جب عشاء کو کوئی تکلیف پہنچتی تھی تو وہ اُسے بہلانے کے لیے اپنی پاکٹ منی سے اُس کے لیے چیزیں لے آتا تھا۔۔

کوئی گیم کھیلا جاتا تو حمزہ اور عشاء جب کہ فہد اور مومنہ پارٹنرز بنتے تھے۔۔ اُس کی عشاء کے لیے محبت سب ہی جانتے تھے پھر بھی امین صاحب نے عشاء کے گھر کی بربادی کا ذمہ دار اُسے ٹھہرا دیا اور تو اور اُس پر ستم یا سمین کی خاموشی۔۔ وہ سب کچھ خاموشی سے چھوڑ کر اسلام آباد جا بسا تھا۔۔

مومنہ سے سب کی خیریت ملتی رہتی تھی، پر یا سمین سے بات کرنے کو وہ راضی نہیں ہوا تھا۔۔

.....  
<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

بیٹھا چار مہینے ہو گئے ہیں اس بات کو بھول جاؤ میری بچی۔۔ تمہیں اس طرح دیکھ دیکھ کر میرا کلیجہ منہ کو آتا "۔۔ یا سمین اُسے سینے سے "ہے، ہنس بولا کرو، کالج جاؤ۔۔ پر اس طرح خاموش رہ کر میرا دل نہ تڑپاؤ عشاء لگاتی رودی تھیں۔۔

امی۔۔ خاندان میں سب کہتے ہیں، مجھ سے شوہر نہ سنبھالا گیا۔۔ ایسا کیا دیکھا اُس نے کہ بیاہی بیوی کو گھر "۔۔ وہ کہتے کہتے رودی تھی۔۔ "بیٹھے طلاق دے دی

پر ضبط کرتے اُسے اپنی آگوش میں سمیٹا۔۔ انہوں نے خود "میری بچی ہیرا ہے، لوگوں کو بکواس کرنے دو" تھا۔۔ نجانے کتنے آنسو چپ چاپ عشاء کے بالوں میں گم ہوئے تھے۔۔

۔۔ دروازے پر فہد کھڑا تھا۔۔ عشاء نے سر اٹھا کر اُسے "میری بہن انمول ہے، اُن بد نصیبوں کو بھلا کیا پتا" دیکھا تھا۔۔ پھر دوڑتی ہوئی اُس کے سینے سے لگی تھی۔۔ ضبط کر سارے بندھن ٹوٹے تھے۔۔ وہ اُس کے سینے سے لگی ایسی ٹوٹ کے روئی کے فہد کو بھی رُلا دیا تھا۔۔

۔۔ وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔ چار مہینے صبر کیا تھا اُس "بھیا۔۔ سب کہتے ہیں میرا قص۔۔ قصور۔۔ ہے" نے آج وہ آنسو فہد کے سامنے بہہ نکلے تھے۔۔ وہ اپنی تکلیف اُسے بتاتی گئی تھی۔۔ سارہ جو کہ فہد کی بیوی تھی، وہ یا سمین کو سنبھالتے رو دی تھی۔۔

۔۔ اُس نے اُسے "تمہارا بھائی آگیا ہے ناں، سب کے منہ بند کروائے گا۔۔ اب کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا" اپنے ساتھ لگا کر تسلی دی تھی۔۔

پھر واقعی وہ سنبھلنے لگی تھی۔۔ سارہ اور مومنہ کے ساتھ پلین بنتے۔۔ ایک سال کے زین کی معصوم شرارتیں۔۔ وہ ایک بار پھر سے مُسکرا نے لگی تھی۔۔

.....

بابا معاف کر دیں اب اُسے، کب تک در بدری کی سزا دیں گے اُسے۔۔ وہ بھی آپ ہی کا بیٹا ہے جب تک "۔۔ فہد "آپ نہیں بلائیں گے شکل نہیں دکھائے گا اپنی۔۔ اب تو چھوٹی امی، بھی اُسے یاد کر کر کے روتی ہیں آتے ہی باپ کے سامنے اُس کا وکیل بنا تھا۔۔

۔۔ اُن کا غصہ ابھی بھی برقرار تھا۔۔ "اُس ناخلف نے میری بچی کی زندگی برباد کر دی"

اُس کا طریقہ شاید غلط تھا۔۔۔ پر آئی ایم سوری بابا میں ہوتا اُس کی جگہ تو میں بھی یہی کرتا۔۔۔ ہم نے عشاء اُس کے نکاح میں دی تھی۔۔۔ اس کا مطلب یہ تو نہیں تھا ناں کہ وہ ہماری عشاء کے ساتھ زیادتی کرتا اور ہم چپ۔۔۔ اب کے فہد بھی جذباتی ہوا تھا۔۔۔" ریتے

۔۔۔ اُنہوں نے اپنے بڑے بیٹے کو گھورا تھا۔۔۔ وہ ہنسا تھا "یہاں تو جناب خود جذباتی ہو رہے ہیں"

بابا بات عشاء کی ہے ناں، آپ کو پتا تو ہے ہم سب کی جان ہے اُس میں۔۔۔ اور بابا اس بات سے تو سب ہی واقف ہیں کہ حمزہ عشاء کے معاملے میں حد سے زیادہ جذباتی ہو جاتا ہے۔۔۔ بہت عزیز ہے وہ اُس کو۔۔۔ بابا وہ۔۔۔ وہ اُن سے سوال کر رہا تھا۔۔۔ وہ جو ابّا خا موش رہے تھے۔۔۔ لیکن اب "اُس کا بُرا کیسے چاہ سکتا ہے۔۔۔؟؟" جب بولے تو بہت سوچ کر ٹھہر ٹھہر کر بولے تھے۔۔۔

ٹھیک ہے، پر ساری بات کو دیکھیں تو حمزہ ہی عشاء کا گناہگار نظر آتا ہے۔۔۔ میں شرمندہ ہو گیا ہوں اپنی "۔۔۔" بھابھی کے سامنے۔۔۔ اس بات کا ایک ہی حل ہے۔۔۔ اپنے بھائی سے کہو، اُسے عشاء سے نکاح کرنا ہو گا وہ حتمی انداز میں بولے۔۔۔

۔۔۔ فہد نے کچھ کہنا چاہا تھا۔۔۔ "لیکن بابا۔۔۔"

میں چار مہینوں سے یا سمین کے سامنے آنکھ نہیں اُٹھا پاتا۔۔۔ اپنی بیٹی کا جڑاروپ میرے دل کو بھی تکلیف دیتا ہے۔۔۔ بس میری یہی شرط ہے بلکہ حکم ہے۔۔۔ اُس سے بولو۔۔۔ میں مومنہ کی تاریخ دے رہا ہوں اُس۔۔۔ وہ کہہ کر کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ فہد عجیب مشکل میں پھنسا تھا۔۔۔ "کے ساتھ ہی اُس کی بھی شادی ہے اُس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا۔۔۔"

.....



یار مومی نے کہا ہے تم نہیں آؤ گے تو وہ دُلہن ہی نہیں بنے گی، بابا نے بھی کہا ہے کہ تمہیں بلاؤں۔۔ چھوٹی۔۔  
۔۔ فہد نے اُسے جذباتی طریقے "امی، بھی تمہیں یاد کر کر کے روتی ہیں، کل رات بھی اُن بلڈ پریشر ہائی ہوا تھا  
سے گھیرا تھا۔۔

اچھا ٹھیک ہے مومی سے کہنا میں آؤں گا، پر میری ایک شرط ہے، کوئی بھی مجھے وہاں رکنے کو فورس نہیں۔  
۔۔ فہد نے گہرا سانس لیا تھا۔۔ "کرے گا، میں تین چار دن رہوں گا اور پھر واپس آ جاؤں گا اسلام آباد  
اُس نے اُس سے امین صاحب کے محکم کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا تھا۔۔ اُسے پتا تھا بھی کچھ بتایا تو وہ  
آئے گا ہی نہیں۔۔ فہد اُس کے یہاں آنے کے بعد اُس سے بات کرنے کا سوچے ہوئے تھا۔۔  
یا سمین خوش تھیں، بہت خوش۔۔

اُن کی دل کی پہلی خواہش تھا حمزہ۔۔

عشاء کے چھوٹے ہوتے ہی اُنہوں نے ہمیشہ عشاء کے لیے حمزہ کو ہی سوچا تھا۔۔

بعد میں جب زرینہ دانیال کا رشتہ لائی تو یا سمین نے سوچا اگر وہ خود حمزہ سے بات کریں گی تو وہ سوچے گا خالا  
پالنے کا خراج مانگ رہی ہیں، دل پر پتھر رکھ کر اُنہوں نے دانیال کے لیے ہاں کہی تھی۔۔

لیکن اب وہ مطمئن تھیں شاید اتنی کہ دانیال کو بیٹی دیتے وقت بھی اتنا سکون نہیں تھا اُن کے اندر جتنا وہ اب  
محسوس کر رہی تھیں۔۔

ابھی عشاء سے بھی بات جھپائی گئی تھی۔۔

.....

-- یا سمین اُسے اپنے کمزور بازوؤں میں لیتی رودی تھیں۔۔ "کوئی ماں کو بھی اتنی سزا دیتا ہے"

چار مہینے حمزہ، چار مہینے۔۔ میں نے پال کر اتنا بڑا کیا ہے تمہیں پر مجھے نہیں پتا تھا تم اتنے ضدی ہو گے کہ --  
-- اُنہوں نے اُس کے چہرے کو چومتے ہوئے کہا۔۔ "ماں سے بھی ضد لگا کر بیٹھ گئے تھے

نہیں چھوٹی امی پل پل یاد آتی ہیں آپ۔۔ کیسے رہا میں آپ کے بغیر یہ مجھے ہی پتا تھا، آپ کی چپ نے مجھے --  
-- وہ نم آنکھوں سے اُن سے شکوہ کر گیا تھا۔۔ "مجرم بنادیا تھا چھوٹی امی

میں تم سے کبھی ناراض نہیں تھی۔۔ میرا کلیجہ پھٹ جاتا اگر تمہیں مجرم بنے دیکھتی تو، اُس وقت بھائی" صاحب نے تمہیں جس طرح مارا تھا، مجھے لگا اگر تمہاری طرف دیکھوں گی تو ضبط نہ کر پاؤں گی، سوچا عشاء کو --  
-- وہ اُس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیے بولی تھیں۔۔ "لگے گا اُس کی ماں بیٹی سے زیادہ بیٹے سے پیار کرتی ہیں

مجھے میرے دونوں بچے عزیز تھے۔۔ پر اب سوچتی ہوں تو لگتا ہے، اپنی بیٹی کا دل رکھنے کے لیے اپنے بیٹے کا" --  
-- وہ پھر سے رودی تھیں۔۔ "دل توڑ گئی میں

نہیں امی مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے، بلکہ خود کو آپ کا اور اُس کا مجرم سمجھتا ہوں، معاف کر دیں" --  
-- وہ اُن کے آگے ہاتھ جوڑ گیا تھا۔۔ یا سمین نے فوراً سے اُس کے ہاتھوں کو تھام کر اپنے ہونٹوں سے "پلیز لگایا تھا۔۔ وہ اُن کی گود میں سر دیے رو دیا تھا۔۔ ایک دوسرے سے ڈھیر ساری شکوے شکایت کرنے کے بعد دونوں ماں بیٹا اب سنبھل گئے تھے۔۔

-- بڑھی ہوئی شیو۔۔ بڑے بال، ان چار مہینوں میں وہ خود سے بھی بیگانہ ہوا "کتنا کمزور ہو گیا ہے میرا بچہ" تھا جیسے۔۔ اُن کی بات پر وہ اور فہم دونوں ہی ہنسے تھے۔۔

-- وہ شرارت سے بولا تھا۔۔ وہ "آپ کے ہاتھ کے پراٹھے نہیں کھائے ناں اتنے دنوں سے اس لیے" مسکرائی تھیں۔۔

نہ اُس نے عشاء کا پوچھا تھا، نہ کسی نے عشاء کا ذکر کیا تھا اُس کے سامنے۔۔

.....

-- وہ ایک دم کھڑا ہوا تھا۔۔ "بلکل بھی نہیں! ایسا سوچا بھی کیسے آپ لوگوں نے"

-- امین صاحب "کیوں بر خودار، جب بڑھ کر بول رہے تھے، تب عقل کام نہیں کر رہی تھی تمہاری" نے اُسے آڑے ہاتھوں لیا تھا۔۔ وہ لب بھینچ گیا تھا۔ اس وقت فہد اور وہ امین صاحب کے کمرے میں موجود تھے۔۔ عشاء سے شادی کی بات پر وہ ہتھے سے اکھڑا تھا۔۔

حوصلہ چاہیے ہوتا ہے ایک طلاق یافتہ لڑکی کو اپنی بیوی بنانے کے لیے۔۔ اور وہ حوصلہ شاید نہیں یقیناً"

-- وہ اُس پر ایک طنزیہ نظر ڈالتے فہد سے بولے تھے۔۔ "تمہارے بھائی میں نہیں ہے

-- وہ بلبل اٹھا تھا۔۔ عشاء کے لیے ایسا لفظ اُس کا دل تڑپا گیا تھا۔۔ فہد نے "ایسا نہیں ہے، ایسا مت کہیں پلیز"

دل ہی دل میں اپنے باپ کو داد دی تھی۔۔ ایسے ہی تو کامیاب وکیل نہیں رہے تھے۔۔

ٹھیک ہے تم راضی نہیں ہو، رشتوں کی کمی نہیں ہے میری بیٹی کو، فیاض نے اپنے بھانجے کے لیے بات کی"

تھی مجھ سے، اچھا ہے نیو روبرجن ہے، عمر کچھ زیادہ ہے لیکن خیر مردوں کی عمر کون دیکھتا ہے، خوش رہے

-- اُنہوں نے ایک اور داؤ کھیلا تھا۔۔ فہد نے گردن موڑ کر ساتھ بیٹھے حمزہ کو دیکھا تھا، جس "گی میری بیٹی

نے ضبط سے لب دانتوں میں دبائے تھے۔۔ اُس کی نظروں میں چالیس اکتالیس سالہ نوید مراد گھوم گیا

تھا۔۔ وہ ایک دم اٹھا تھا

-- وہ بول کر رُکنا نہیں تھا۔ امین صاحب اور فہد دونوں نے سکون "میں اس نکاح کے لیے راضی ہوں" بھرا سانس لیا تھا۔

.....

-- وہ روتے ہوئے زور زور سے بولی تھی۔ ایک طرف مومنہ "میں نہیں کروں گی اُس سے شادی امی" اور سارہ اُس کے نکاح کے دن پہننے والا گراہ پھیلا کر دیکھ رہی تھیں۔ جیسے اُس کے انکار کی کوئی پرواہ نہیں نہ ہو۔ وہ جیولری لے آیا تھا، مومنہ اور عشاء کے مشترکہ کمرے سے زور زور سے بولنے کی آوازوں پر اُس طرف بڑھا تھا جب اُس کی بات پر دروازے پر رُکا تھا

-- اُنہوں نے گھور کر پوچھا تھا۔ "کیا بُرائی ہے میرے بیٹے میں"

-- اُس "مجھے شادی ہی نہیں کرنی، پہلا تجربہ دیکھ لیا ناں آپ نے پھر مجھے اُسی دوزخ میں پھینک رہی ہیں" کی بات پر حمزہ نے لب بھیجنے تھے۔

دیکھو میری جان۔۔ وہ ایک تلخ تجربہ تھا۔ بھلا دوا سے۔۔ حمزہ بہت اچھا ہے۔۔ اور پھر دونوں کا بچپن کا "سارہ نے اُسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔ اُس کی نظروں میں بسمہ گھومی "ساتھ رہا ہے۔۔ تم خوش رہو گی عشاء تھی۔۔ قربانی، ترس۔۔ وہ اپنی محبت کی قربانی دے کر اُس پر ہمدردی ترس کھا کر اُس سے شادی کر رہا تھا۔۔ کیا کیا نہیں آیا تھا اُس وقت عشاء کے ذہن میں۔۔

-- وہ چلائی تھی۔۔ جیولری کے "نہیں کرنی اُس سے شادی مجھے۔۔ آپ لوگ سمجھ کیوں نہیں رہے" ڈبوں پر حمزہ کی گرفت سخت ہوئی تھی۔۔

-- وہ اندر ہی اندر تلملایا تھا۔۔ "میں تو جیسے خود کشی لگا ہوں محترمہ کے عشق میں"

عشاء میرا دماغ خراب نہیں کرو، آج نکاح ہے تمہارا حمزہ کے ساتھ، سمجھاؤ اسے تم دونوں، ورنہ کچھ لحاظ"۔۔ وہ سخت لہجے میں بولی تھیں۔۔ "نہیں کروں گی میں اس کا

۔۔ وہ سارہ "کوئی بھی ہو۔۔ وہ نہیں امی پلیز۔۔ بھابھی کوئی بھی، کسی سے بھی کروادیں میرا نکاح، وہ نہیں" کے دونوں ہاتھ تھامے تڑپی تھی۔۔ پر باہر کھڑے حمزہ کی انا کو چوٹ لگا گئی تھی۔۔

ہو نہہ! میری جگہ کسی سے بھی شادی کرنے کو تیار ہیں محترمہ، چاہے وہ دس بچوں کا باپ سمندر خان ہی"۔۔ اُس نے اپنے محلے کے دکاندار کے بارے میں سوچا تھا۔۔ "کیوں نہ ہو

۔۔ یا سمین" آج مومنہ کے ساتھ ساتھ تمہارا حمزہ کے ساتھ نکاح ہے، اور کل رخصتی ہے، اپنا ذہن بنالو" اُس کے رونے کی پرواہ کیے بغیر سخت لہجے میں بولتی اُس کا دل دہلا گئی تھیں، وہ سارہ کی گود میں سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

www.classicurdumaterial.com

support@classicurdumaterial.com

https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/ جاری ہے